۱۹۸۴م
۹۷
CHECKED - 1963
CHECKED 1995
CHECKED

ماشاء الله ولا قوة الا بالله

بتوفیق معبود برحق وتایید مسجود مطلق رسالهٔ انوار الکرامة مقالهٔ آثار الهدایه یعنی حصهٔ ۲

[illegible]

[illegible] تصنیف جناب مولوی سید اعظم حسین خان [illegible]

باهتمام محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان تربیت یافتهٔ خدمت برادر معظم محمد مصطفی خان

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۹۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰة والسلام علی رسولہ النبی الکریم اما بعد یہ رسالہ
حصہ دوم ہے کتاب تقویم السعادت سے بیچ بیان متعلق رکن صلوٰۃ کے چونکہ
شرط اعظم اور موقوف علیہ اتم واسطے اداے صلوٰۃ کے امر طہارت تھا
لہذا شروع حصۂ دوم بیان طہارت سے کیا گیا مخفی نرہے کہ طہارت جزو اعظم
اور مقصد اتم ہے واسطے ایمان واسلام وصلاح وتقوی کے اور کنجی ہے واسطے
کشایش ابواب خیر وسعادت کے قال علیہ السلام الطہور شطر الایمان ومفتاح الجنة
ومفتاح الصلوٰۃ الطہور بھی مع وتوصیف طہارت مین آیا ہے اور قرآن شریف مین
توصیف طہارت کو خداوند عالم نے یون ارشاد فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین
ویحب المتطہرین جسطرح توبہ موجب پاک کرنے باطن انسان کے ہوتی ہے
خباثت ونجاست باطنی سے اسیطرح طہارت ظاہر موجب پاک کرنے بدن ظاہر
انسان کی ہے خباثت ونجاست ظاہر سے اسیواسطے اس آیۂ کریمہ مین عطف

متطہرین کا اوپر توابین کے آیا اور توابین و متطہرین کو ساتھ ایک ہی صفت خاص کے ممدوح اور مخصوص فرمایا یہ توجیہ مناسب عطف مذکور کے بتقدیر معنی طہارت کے کی گئی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ لفظ متطہرین سے یہان صرف ارباب طہارت ظاہر مراد نہین ہین بلکہ اصل مراد متطہرین سے وہ لوگ ہین جو کہ طہارت حقیقی کامل حاصل کرتے ہین یعنے طہارت جامع واسطے پاکی اور صفائی ظاہر باطن دونون کے پس پاکی جسم و جامہ نجاسات ظاہری سے طہارت ظاہر ہے اور پاکی دل ساتھ توبہ اور پشیمانی کے اور اجتناب صفات و اخلاق ناپسندیدہ کی طہارت باطن ہے اور اس صورت مین مناسبت معنی توابین اور متطہرین کی بالبداہہ ظاہر و باہر ہے احتیاج کسی تاویل و توجیہ کی نہین رکھتی واضح ہو کہ طہارت سے بہت سے فوائد اور منافع بندۂ مومن کو حاصل ہوتے ہین اول پاک ہونا خبیثون اور نجاستون ظاہری سے کما فی قولہ تعالے لیطہرکم دوم اتمام نعمت کما فی قولہ تعالی ولیتم نعمتہ علیکم صاحب درمختار نے لکھا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے جو شخص وضو پر ہمیشگی کرے گا یعنی ہر وقت طاہر رہیگا مریگا وہ شخص شہید پس اتمام نعمت الٰہی سے مراد شہید مرنا ہے بیشبہ یہ توجیہ صاحب درمختار کی بیان معنی اتمام نعمت کے واسطے نہایت وجیہ ہے لیکن اس خاکسار ذرۂ بمقدار کی سمجھہ مین اسجگہ یہ بات آئی ہے کہ معنی اتمام نعمت کے خود قران ہی مین مذکور ہین کسواسطے کہ ہرگاہ بیان صفت طہارت مین یحب التوابین و یحب المتطہرین فرمایا تو بہت بڑا نتیجہ طہارت کا محبت و خوشنودی خدا ٹھہرا پس اس سے بڑھکر کونسا مرتبہ اتمام نعمت کا ہوگا اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ لا یحافظ علی الوضوء الا المومن الحق

اصل طالب محبت دیدار الٰہی خدا سوا مومن کے اور کون ہے علاوہ اسکے مومن
وہ ہے کہ پاک ہو قلب اوسکا لوث کفر و شرک وغیرہ نجاسات باطنی سے پس عمل
طہارت اصل کار مومن پرہیزگار کا ٹھہرا اور جو کہ مومن ہی نہین ہے اور خود باطن اوسکا
شرک و کفر کی نجاستون سے بھرا ہوا ہے اوسکو طہارت سے کیا مناسبت فائدہ سوم
یہ کہ طہارت صرف کنجی ہی واسطے عبادت کے نہین ہے بلکہ خود بھی فی نفسہٖ جملہ عبادات سے ہے
فائدہ چہارم یہ کہ جسطرح پاک صاف کرنے والی ہے طہارت انسان کو خبث و
نجاست ظاہری سے اسیطرح پاک کرنے والی ہے اعضا اور جوارح کو لوث جرائم سے
بسبب اتباع حکم شریعت کے اور پاک کرنے والی ہے قلب کو آلایش شرک و
کفر سے اور پاک کرنے والی ہے سر کو حجابون سے جو کہ درمیان انسان اور
حضرت ملک شان کے واقع ہوتے ہین قسم خیالات فاسدہ سے لیکن جاننا
چاہیے کہ طہارت دو قسم پر ہے ایک طہارت رسمی عام دوسری طہارت شرعی
خاص طہارت رسمی جسطرح دور کرنا لوث اور بدبوے بول و غائط کا یا چرک
و بدبوے بدن کا جسکے استعمال اور التزام مین تمام افراد یا اکثر افراد نوع بشر کے
اجماع اور اتفاق رکھتے ہین اور موافق رسم و دستور ملک و قوم اپنے
کے کسی طور خاص پر بجا لاتے ہین اس مقام پر اصل غرض ہماری طہارت
رسمی عام کے بیان سے نہین ہے بلکہ قسم خاص طہارت شرعی کا بیان مقصود
ہے اور جو فضائل خاص کہ واسطے عمل طہارت کے ثابت کیے گئے وہ سب
فضائل بھی مخصوص ساتھ طہارت خاصہ شرعیہ ہی کے ہین پس اکثر اور
اشہر تمام اقسام طہارت شرعی سے کیا ہے وضو بیان اوسکا یہ کہ وضو مشتق ہے

وضاءۃ سے جوکہ بمعنے خوبی وپاکیزگی کے ہے کہا صاحب صراح نے الوضوء بفتحتین آبدست وآبدست کردن غرض اصطلاح شرع مین وضو عبارت ہے دھونے بعض اعضا یعنی چہرہ ودست وپاسے ساتھ مسح سر کے لقولہ تعالی

یاایہاالذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق

وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین اے ایمان والو جب اوٹھو تم واسطے نماز کے یعنے قصد ادائے نماز کرو تو دھولو اپنے مُنہ اور ہاتھ کُہنیون تک اور مسح کرو سر کا اور دھوؤ پانوؤن کو ٹخنون تک گو یہ آیت مدنی ہے لیکن عمل وضو کا نماز کے ساتھ مکہ معظمہ مین فرض ہوا تھا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مکہ معظمہ ہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحکم حضرت رب العزت طریقہ نماز اور وضو کا تعلیم فرمایا تھا **فائدہ** اللہ پاک نے اس آیت مین صرف مُنہ اور ہاتھ اور پانون دھونے اور سر کے مسح کرنے کے واسطے حکم فرمایا سبب تخصیص ان اعضا کا واسطے حکم شست وشو کے یہ ہے کہ یہ اعضا آلات اور واسطہ ہوتے ہین ادائے عبادت صلوٰۃ کے لیے کسواسطے کہ چہرے سے توجہ طرف قبلۂ حقیقی اور مبدء اصلی اپنے کے کرنا اور ہاتھون کو کانون تک لیجانا اور پھر نیچے کیطرف چھوڑ کر دست بستہ ہوجانا اور رکوع وسجود بھی باستعانت ہر دو دست بجالانا اور دونون پانون پر واسطے ادائے نماز کے قیام وقعود کرنا اور سر وپیشانی کو جُھکا کر ادائے رکوع وسجود کرنا یہی افعال ہین جنکی ترکیب اور ترتیب سے صورت نماز قائم ہوتی ہے پس طاہر ونظیف کرنا ان چارون آلات ادائے صلوٰۃ کا ضروری ہوا علاوہ اسکے ایک اور

بہت بڑی وجہ واسطے حکم غسل وجہ کے یہ ہے کہ وارد ہوا ہے حدیث شریف
مین اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی عبادت کے
وقت جناب اقدس الٰہی کیطرف اس طرح پر متوجہ ہونا چاہیے کہ گویا تو دیکھتا ہے
اپنے معبود اور مالک حقیقی کو پس اگر تو نہین دیکھتا ہے اوسکو تو وہ تجھکو
ضرور ہی دیکھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہنگام عبادت گویا وقت خاص مواجہہ
اور مشافہہ کا ہے ساتھہ مالک حقیقی اپنے کے اسواسطے طاہر و نظیف کرنا
اوس چہرے کا جو کہ مورد نظر خاص خداوند عالم حقیقی اس وقت ہوتا ہے
واجب و لازم ٹھہرا الحق جس چہرے کو دنیا کی طرف ہر وقت متوجہ رکھتا ہے
جسوقت اوسکو مالک حقیقی کیطرف متوجہ کرے تو لازم ہے کہ بہ نیت توبہ و
استغفار جمیع مکروہات و خطرات باطل سے شستہ اور پاک کرکے متوجہ کرے
پس اصل مقصود وضو مین پاک و نظیف کرنا چہرے کا ہے واسطے متوجہ ہونے
طرف معبود حقیقی کے اور بھی پاک و نظیف کرنا سر کا ہے واسطے ادائے سجدۂ
خداوند تحقیقی کے رہا دھونا ہاتھون اور پاؤن کا اسکے واسطے سوا وجہ مذکورۂ
بالا کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہاتھہ پاؤن بسبب مصروفیت انواع کاروبار
اور اشتغال اقسام مشاغل کے اکثر ملوث اور آلودہ رہا کرتے ہین پس دھونا
انکا نہایت ضروری ٹھہرا لیکن وجہ اس بات کی بھی معلوم کرنا چاہیے کہ سر کے
دھونے کی جگہ صرف حکم مسح پر کیون اکتفا کیا گیا مخفی نرہے کہ وضو کی ضرورت
تو انسان کو تمام شب و روز مین اکثر اوقات ہوا کرتی ہے پس اگر دھونا سر کا
بھی شامل غسل دست و پا و چہرہ کے فرض کیا جاتا تو خوف لحوق انواع

امراض و مضرات کا بسبب غسل اکثر اوقات سر کے ہوتا اور ہر وقت میں ہونا
سر کا خصوصًا ایام سرما مین لاسیما واسطے سر پر بال رکھنے والون کے علاوہ
مضرت باعث تصدیع و تکلیف مالایطاق اور مشقت شاق کا بھی تھا لہذا
اس حرج و خوف کی جہت سے بجاے حکم غسل سر کے صرف حکم مسح سر پر اکتفا
کیا گیا **سوال** کیا سبب ہے جنب و حائض و نفسا کے واسطے مضمضہ اور
استنشاق فرض کیا گیا اور وضو مین حکم فرضیت مضمضہ و استنشاق کا نہین
دیا گیا **جواب** اعضا انسان کے تین قسم ہین ایک اعضاے ظاہر دوسرے
اعضاے باطن تیسرے وہ قسم اعضا جو کہ بحکم برزخ اور بین بین کے درمیان
اعضاے ظاہر و باطن کے واقع ہوے ہین جس طرح جانب اندرون دہن
اور بینی کا پس چونکہ حکم طہارت ظاہر مخصوص ہے ساتھ ظاہر اعضا کے اس واسطے
حدث صغیر کی طہارت کے واسطے یعنی عمل وضو مین حکم فرضیت مضمضہ و
استنشاق کا کہ خارج تطہیر ظاہر اعضا سے ہے نہین کیا گیا لیکن حدث کبیر کی
تطہیر کے واسطے یعنی جنب و حائض و نفسا کے حق مین کمال مبالغہ طہارت
کی نظر سے علاوہ غسل اعضاے ظاہر حکم فرضیت مضمضہ اور استنشاق کا
بھی دیا گیا تا معلوم ہو کہ نجاست حدث کبیر اشد اقسام نجاست ہے یہانتک
کہ سوا ظاہر اعضا کے حد اعضاے باطن کے قریب تک بھی اثر اسکا ہوا
کرتا ہے پس علاوہ غسل تمام اعضاے ظاہر کے مضمضہ و استنشاق بھی ضرور
چاہیے اور حکم مضمضہ و استنشاق کا تو وضو مین بھی ہے لیکن وضو مین فرضیت
ان دونون کی ثابت نہین سنت البتہ ہین اور بھی مخفی نرہے کہ جو فوائد وضو

کے اوپر بیان کیے گئے سوا اون فوائد کے ایک فائدہ عظمیٰ وضو کا باعتبار
عالم آخرت کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ان امتی
یدعون یوم القیمہ غرا محجلین من آثار الوضوء وصف خاص متوضین مین
آیا ہے یعنی تحقیق امت میری بلائی جائیگی دن قیامت کے دران حالیکہ
پیشانیان اور ہاتھ پاؤن اون کے چمکتے ہونگے آثار وضو سے **فائدہ**
فرمایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ وضو کرتا ہے بندہ
مومن یعنے ارادہ کرتا ہے وضو کا پھر کلی کرتا ہے نکلتے ہین گناہ مُنہ اوسکے
سے اور جسوقت ناک سنکتا ہے نکلتے ہین گناہ ناک اوسکی سے اور جسوقت
دھوتا ہے مُنہ نکلتے ہین گناہ منہ اوسکے سے یہان تک کہ نکلتے ہین نیچے
پلکون آنکھون اوسکی سے اور جب کہ دھوتا ہے دونون ہاتھ نکلتے ہین گناہ
اوسکے ہاتھون سے یہان تک کہ نکلتے ہین نیچے ناخنون دونون ہاتھون
اوسکے سے پس جبکہ مسح کرتا ہے سر اپنے کو نکلتے ہین گناہ سر اوسکے سے
یہانتک کہ نکلتے ہین دونون کانون اوسکے سے اور جبکہ دھوتا ہے دونون
پاؤن نکلتے ہین گناہ دونو پاؤن اوسکے سے یہانتک کہ نکلتے ہین نیچے ناخنون
پاؤن اوسکے سے تمام ہوا مضمون حدیث شریف کا مخفی نرہے کہ
گناہ ہر ایک عضو انسان کے علیحدہ ہوتے ہین پس آنکھ آلہ ہے اون گناہونکا
جو دیکھنے سے یا اشارات چشم سے علاقہ رکھتے ہین جسطرح کسی نامحرم کو بقصد
دیکھنا یا شہوت کی نظر سے کسی عورت یا امرد کیطرف نگاہ کرنا یا کسی مسلمان کے
عیب کیطرف آنکھ کو متوجہ کرنا یا بنظر حقارت کسی مسلمان کو دیکھنا یا مثلاً

کسی شخص کے ستر عورت کیطرف نگاہ کرنا یا اور جو امور کہ اونکا دیکھنا جائز نہین ہے اونکو دیکھنا جسطرح لڑائی جانورون کی وہ لڑائی جسکو ارباب لہو و لعب صرف تماشا دیکھنے کے واسطے بطور بازی کرایا کرتے ہین بنظر شوق و تماشا اوس لڑائی کو دیکھنا یا اشارہ کنایہ کرنا آنکھ سے کسی کی بدگوئی یا عیب جوئی کے واسطے اور کان آلہ ہے اون گناہون کا جو سننے سے علاقہ رکھتے ہین جیسے سماعتِ غیبت و فحش و چغل خوری اور بیہودہ لاف گزاف کے یا اور اقسام امور خلاف کے کیونکہ بقصد و رضا و اختیار سننا اپنے کو شریک کہنے والے کا بنانا ہے الحق چشم و گوش خداوند خلاق حقیقی نے امور نالایق اور افعال ناراضی کیطرف مصروف رہنے کے واسطے نہین دیے مرتکب گناہ ہونے کے واسطے پیدا نہین کیے بلکہ ؎ چشم از برای دیدن آثار قدرتست ❊ گوش از پی شنیدن اخبار حکمت است ❊ زبان آلہ ہے اون گناہون کا جو تلفظ کے ساتھ علاقہ رکھتے ہین جس طرح فحش بکنا گالی دینا چغلی کھانا تہمت لگانا غیبت کرنا جھوٹ بولنا جھوٹا وعدہ کرنا بدون وجہ ظلم کسیکے حق مین دعاے بد کرنا لڑنا جھگڑنا محبت باطل کرنا خودستائی کرنا لعنت کرنا بد صلاح دینا ایسی بات کہنا جس سے مسلمانون مین بلکہ مطلق دو بندگان خدا مین جنگ و فساد برپا ہو جاوے مزاح بیہودہ اور مسخرگی کرنا منتر یا جادو کے کلمات سیکھنا اور زبان سے نکالنا اشعار و عبارات ہزل و دشنام کو یا اور کسی قسم مضامین ناجائز و خلاف ایمان و اسلام کو یاد کرنا خداوند تعالے کی صنعت و کارہاے خاص پر اعتراض کرنا اور نام دھرنا ناک آلہ ہے اون

گناہون کا جو سونگھنے سے علاقہ رکھتے ہین جس طرح غیر شروع چیزون کا
سونگھنا اور مزہ اوس سے اوٹھانا مثلاً غیر محرم محبوبہ معطر و معنبر کے بدن یا
کپڑے یا بالون کو سونگھنا ہاتھ آلہ ہے اون گناہون کا جو بذریعہ ہاتھ کے
صادر ہوا کرتے ہین مثلاً چھونا زن غیر محرم کا یا بلا ضرورت مس کرنا بخس
اور حرام چیزون کا یا دست درازی کرنا واسطے ظلم و ستم کے یا دست برد
کرنا مال غیر کو اور چوری کرنا اور وزن خواہ گنتی مین کمی کرنا اور لکھنا کسیکی
غیبت کا یا بہتان کا یا بلا ضرورت لکھنا کسی ایسی بات کا جس سے احتمال
ضرر و بدنامی کسی بندۂ خدا کو ہو دست سوال بلا ضرورت اضطراری کے
کسیکے سامنے پھیلانا باوجود قدرت اعانت سے ہاتھ روکنا اشیای
لہو و لعب اور امور ناجائز کا بنانا اور درست کرنا پانو آلہ ہے اون گناہونکا
جو امور غیر شروع مین قدم اوٹھانے کے ساتھ علاقہ رکھتے ہین مثلاً
جانا کسی نامحرم کے پاس بلا ضرورت بنظر شہوت یا جانا قمارخانہ اور شرابخانہ
وغیرہ جاہاے ممنوع و خلاف مین یہانتک کہ بلا ضرورت کسی ظالم کے گھر
جانا یا پادشاہ و وزیر کے حضور مین بلا ضرورت آمد رفت کرنا اور مقابلہ کفار سے
معاذ اللہ منہا پانو ہٹانا اور بھاگنا دماغ آلہ ہے واسطے حدوث وساوس
شیطانی کے اور پیشانی بلکہ تمام چہرہ کا بہت بڑا گناہ ایک یہ ہے کہ بندگان خدا
کے ساتھ خندہ روئی اور اخلاق کے ساتھ پیش نہ آنا اور تکبر اور کج خلقی یا
اور کسی وجہ ناحق نفسانی کے سبب سے ترشروئی کرنا یا سوا حضرت حق سبحانہ
کے کسی اور کی حرمت اور محبت کے واسطے معاذ اللہ سر و پیشانی رگڑنا

علاوہ اسکے سر محل ہی غرور و تکبر کا اور گردن واسطے طوق اطاعت و بندگی کے اور تسلیم اوامر و نواہی الٰہی کے خاص کی گئی ہی پس سر کا گناہ تو عجب و تکبر ہی اور گردن کا گناہ یہ ہی کہ طوق بندگی کو گردن سے نکال ڈالے اور بھی مخفی نرہے کہ مرکز و معدن جملہ حواس ظاہر و باطن کا سر و دماغ ہی ہی لہذا جو گناہ جس جس سے صادر ہوتے ہین اصل منبع اونکی اعانت کا سر ہی کو سمجھنا چاہیے ہرگاہ یہ سب معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ آنکھون اور کانون وغیرہ اعضا سے جو دفع ہونا گناہون کا بسبب وضو کے ارشاد کیا گیا تو اون گناہون سے یا گناہ قسم خاص ہر ایک عضو کے علیحدہ علیحدہ مراد ہین یعنے ہر ہر عضو سے گناہ متعلق خاص اوسکے بسبب وضو کے دور ہوتے ہین یا یہ مراد ہی کہ مطلقاً گناہ تمام اعضا کے برکت وضو ان خاص خاص اعضا کے ذریعے سے دفع ہو کر سراسر کھوتے ہین لیکن جاننا چاہیے کہ مراد ان گناہون سے جو کہ وضو کی برکت سے دفع ہوا کرتے ہین صغیرہ گناہ ہین نہ کبائر پس بہت بڑا فائدہ وضو کا دفع ہونا ان گناہون کا ہی صغیرہ گناہون کی بخشش کو بھی کچھ امر صغیر اور شی حقیر سمجھنا نہ چاہیے علاوہ اسکے انوار طہارت جو باطن بندۂ مومن مین التزام وضو سے ہر وقت پیدا ہوتے ہین بالآخر غلبہ ہوس گناہ کبیرہ کو بھی کھوتے ہین پس التزام طہارت کو دفع ہر قسم گناہ کے واسطے مفید ہی سمجھنا چاہیے بعد دریافت اس فائدہ عظمےٰ کے اس بات کو بھی معلوم کرنا چاہیے کہ وضو سے گناہون کا دفع ہونا اسکا کیا سبب ہی

علاوہ اسکے التزام وضو کی برکت سے شہید مرنا جو اوپر بیان کیا گیا یہ امر
تو اوسبھی زیادہ تر موجب عجب ہی مخفی نرہے کہ جسطرح نجاست ظاہری
باعث نجس کردینے وجود ظاہر انسان کی ہوتی ہی اسی طرح نجاست گناہ
طہارت باطن انسان کو کھوتی ہی لیکن ظاہر اور پاک صاف کرنا اور رکھنا
وجود ظاہر کا تو جملہ امور اختیاریہ سے واسطے انسان کے ہوتا ہی بخلاف
تطہیر باطن کہ وہ مثل تطہیر ظاہر امر اختیاری انسان کا نہین ہوتا پس
ہرگاہ وہ امر ایک ہی قسم کے یعنے متعلق تطہیر اس طور پر واقع ہوے
کہ ایک تو فقط ساتھہ عنایت خداوند کے خاص کیا گیا ہی اور دوسرے کا
اختیار خود بندے کو دیا گیا ہی تو کوشش کرنا بندے کا واسطے بجا آوری
امر اختیاری اپنے کے باعث توجہ عنایت خداوند نسبت دوسرے امر
غیر اختیاری بندے کے کہ وہ بھی اسی قسم تطہیر سے ہی ضرور ہوتا ہی عمل
تطہیر نجاست ظاہر خباثت باطن کو بھی کھوتا ہی کسواسطے کہ معاملہ خداوند
کا ساتھہ بندون کے موافق نیت اور اصل ارادہ وخواہش بندون کے
ہوا کرتا ہی پس جو بندہ کہ جویا طہارت کا ہو اور واسطے طہارت اختیاری کے
سعی وکوشش کرے تو عنایت خدا موافق اوسکے ارادے اور
خواہش کے متوجہ اوسکی طرف ہوتی ہی اور ازالہ نجاست اختیاری سے
نجاست غیر اختیاری یعنی خباثت باطنی معاصی کو بھی اسکے ضرور دور کردیتی
ہی اسیواسطے کہا ہی ع چون بیاری طہارت ظاہر ٭ باطنت نیز حق
کند طاہر ٭ علے ہذا القیاس ملتزم وضو کے شہید مرنے کا بھی یہی سبب ہی

ہے یعنے چونکہ یہ بندہ اپنے زندہ رہنے کے وقت تک ملتزم طہارت جسمانی کا تھا اور بی طہارت رہنا ہرگز گوارا نہین کرتا تھا ارحم الراحمین نے بعد اوسکے مرنے کے بھی اوسکے جسم کو طاہر ہی رکھنا پسند فرمایا اور طاہر ہونا جسم کا بعد مرنے کے خاصہ شہدا کا ہی اسیواسطے حاجت غسل کی بھی لاش شہدا کے واسطے نہین ہوتی لہذا اسکے داخل زمرۂ شہدا کرنیکے واسطے یکسان غفاری حکم جاری ہوگیا یہان کوئی یہ بات نکھے کہ پس ملتزم وضو کی لاش کے غسل کی بھی کچھ احتیاج نہین ہی کس واسطے کہ غسل طاہر میت سے معاف ہونا خاصہ شہادت کبری اور شہادت حقیقیہ کا ہی شہادت حقیقی اور مجازی کی خصوصیات خاصہ مین بہت بڑا فرق رکھا گیا ہی **فائدہ** ہردم باوضو رہنے کے فضائل احادیث مین بہت کچھ آئے ہین یہانتک کہ وضو پر وضو کرنا بصفت نور علی نور مذکور ہوا ہی ایک شخص ہر وقت تازہ وضو کر کے نماز ادا کیا کرتا تھا اور دوسرا ایک شخص فجر کے وضو سے عشا کی نماز ہمیشہ پڑھا کرتا تھا ان دونو شخصون نے اپنا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جو شخص ایک وضو سے پانچون وقت کی نماز ادا کرتا ہی اوسکا وضو اچھا ہی اور جو شخص ہر وقت تازہ وضو سے نماز پڑھتا ہی اوسکی نماز اچھی ہی اس روایت سے مداومت وضو اور ہر وقت تجدید جدید وضو دونو کے بہت بڑے فضائل ثابت ہوے کھانا کھانا اور خواب کی طرف متوجہ ہونا یہ افعال عادیہ ضروریہ بھی باوضو ہی اگر ہون تو منافع اور فضائل اسکے بہت ہین باوضو خواب کرنے مین ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہی کہ اگر

حالت خواب مین موت آجائیگی تو گویا باطہارت مرے گا علاوہ اسکے
حالت نوم مین ارواح مومنین کو عروج طرف عرش کے بھی ہوا کرتا ہے
لیکن ناپاک یعنے بحالت احتلام سونے مین شرف عروج کا حاصل ہونا
دشوار ہے اور باوضو سونے مین زیادہ تر مناسبت ساتھ عالم بالا اور ملاء اعلے
کے حاصل ہوتی ہے منقول ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ
آپ فرماتے تھے کہ ہرگاہ اندیشۂ دنیا میرے دل پر گذرتا ہے تو وضو کرتا ہون اور
جبکہ عقبے کا خیال آجاتا ہے تو غسل کرتا ہون کسواسطے کہ جو کچھ دنیا سے
متعلق ہے محدث ہے اور اندیشہ اوسکا قبیل حدث سے ہوتا ہے پس بسبب
لحوق اوس حدث کے وضو کرنا چاہیے اور عقبے محل شہوت و آرام ہے
توجہ اور اشتغال کرنا ساتھ اوسکے جنابت ہے اور جنابت سے غسل لازم
آتا ہے غرض اولیاء اللہ مجرد اندیشۂ مخالف سے بھی وضو اور غسل اپنے اوپر
واجب و لازم سمجھتے تھے **فائدہ** نماز کے واسطے جو طہارت کرنا حدث
صغیر وکبیر دونو سے مشروط کیا گیا اور حکم طہارت جامہ و جاے نماز وغیرہ
بھی دیا گیا سبب اسکا یہ ہے کہ جس طرح دربار سلاطین مین چرک و بدبوی کے
ساتھ یا بے ادب و بے لحاظ محض وضع کو چہ گردی اور بے احتیاطی
کے ساتھ داخل ہونا منع ہے بلکہ مزید ادب و اہتمام کے ساتھ اور پاکی اور
صفائی کے ساتھ اور التزام تکلفات مخصوصہ دربار کے ساتھ داخل ہونا
چاہیے اسیطرح حضرت شہنشاہ دنیا و دین مالک زمان و زمین کے دربار
مین بھی کمال ادب و لحاظ اور اہتمام تکلف خاص پاک و صاف ہوکر

حاضر ہونے کے واسطے ضرور در کار ہی الحق عظمت و شوکت دربار و صاحب
دربار کے مجرائیون اور سلامیون کے دلون پر اثر او سیو قت کرتی ہی کہ اس
قسم مراتب خاص کا لحاظ واجب ضروری سمجھا جاوے اور سرکار ہای مطلق
غیر مہتم بالشان کی طرح یہ عمل خاص وقوع مین نہ آوے پس اگر کوئی یہ
بات کہے کہ اگر تعظیم تکلفی درباری طور پر مقصود تھی تو لباس درباری پہننے
کے واسطے بھی نماز مین حکم ہونا چاہیے تھا جواب اسکا یہ کہ احکام عبادات
الٰہی عام ہین تخصیص امیر و غریب کی ان مین نہین ہوتی پس اگر لباس
تکلفی دربار کے پہننے کا حکم نماز گذارونکو دیا جاتا اور ادای نماز مشروط
اوس لباس کے ساتھ کیا جاتا تو مفلسون کے واسطے نہایت اشکال
ہوتا لہذا لباس پر تکلف پر تقرب صلوٰۃ موقوف نہین کیا گیا ہان پاک ہونا
لباس کا گو کیسا ہی لباس کیون نہو ضرور چاہیے یہان تک تو بیان وضو
کا کیا گیا اب قسم دوم طہارت شرعی کہ غسل جنابت و حیض و نفاس ہی
اوسکا بھی معلوم کرنا چاہیے واضح ہو کہ غسل جنابت اور غسل حیض و نفاس
ان تینون غسلون کی ایک ہی کیفیت ہی یعنے بعد ازالہ نجاست حقیقی ظاہری
بدن کے تمام بدن پر پانی بہانے سے طہارت حاصل ہوتی ہی اور مضمضہ
اور استنشاق بھی ان تینون اقسام غسل مین ضرور چاہیے ہان اتنا فرق
البتہ درمیان غسل ضروری مرد اور غسل ضروری عورتون کے ثابت ہی کہ
مرد اگر سر پر بال رکھتا ہو تو بن مو سے سر مو تک تر ہو جانا تمام بالون کا اور
بہ جانا پانی کا ہر ہر بال پر ضرور چاہیے بخلاف عورتون کے کہ عورتون کو

ضرورت پونہچا دینا پانی کا بالونکی جڑہین کفایت کرتا ہی ترکرنا بالون کا سراپا ضرور نہین ہوتا **فائدہ** اقسام عقلی نجاست کی دو ہین — ایک نجاست حادث بدن مکلف سے یعنی جو کہ داخل بدن مکلف سے باہر نکلتی ہی دوسری وہ نجاست کہ بدن مکلف سے حادث نہوئی ہو بلکہ علاوہ اوسکے کوئی نجاست خارجی بدن مکلف کے ساتھہ ملوث ہوگئی ہو خود نجاست خارج شدہ بدن مکلف کی جو کہ بعد دور ہونے کے پھر بدن مکلف کے ساتھہ ملوث ہوجاے اوسکا تلوث بھی بحکم تلوث نجاست خارجی کے ہی ہرگاہ ان دونون اقسام نجاست کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ قسم اول اشد اقسام نجاست ہی بسبب حادث ہونے اوسکے خود جسم مکلف سے لہذا مزید مبالغہ و اہتمام واسطے طاہر ہونے مکلف کے اس نجاست اشد سے تجویز کیا گیا ہی یعنے علاوہ تطہیر محل تلوث نجاست حکم غسل تمام جسم یا اطراف جسم کا بندگان متطہر کو دیا گیا ہی تبئین مقال اور تفصیل اجمال یہ کہ حدوث نجاست بدن مکلف سے جو اصل باعث ضرورت مبالغہ تطہیر کا ہوا مقتضی اسبابت کا تھا کہ اوسکے جملہ اقسام کے واسطے حکم غسل تمام جسم مکلف کا دیا جاے لیکن چونکہ حدوث نجاست جسم مکلف سے منقسم ہی اوپر دو قسم کے ایک قلیل الوقوع دوسرے کثیر الوقوع پس اقسام کثیر الوقوع جسطرح خروج بول و غائط و ریاح چونکہ اس جنس اقسام کثیر الوقوع کیواسطے حکم غسل تمام بدن بار بار موجب حرج و دقت اور بھی باعث خوف مضرت کا تھا لہذا رفع حرج و دقت اور دفع خوف مضرت کی نظر سے بجای غسل

تمام جسم حکم غسل اطراف جسم یعنے رو و دست و پا کا جسکو وضو کہتے ہین دیا گیا
باقی رہی طرف واحد یعنے جانب عضو سر کے چونکہ اسکے بار بار دہونے
مین بھی یہی خوف حرج و دقّت و مضرت لاحق تھا لہذا غسل سر کی جگہ مسح سر
مقرر کیا گیا پس وضو غسل صغیر یعنے قائم مقام غسل کبیر تمام اعضاے بدن
مکلف کا ہی واسطے دفع اوس نجاست شدیدہ کے جو کہ کثیر الوقوع ہے یہ حکم
تو اقسام کثیر الوقوع نجاست اشد کا بیان کیا گیا رہین اقسام قلیل الوقوع ہر چند اقسام
تو اسکی بہت سی تھین اور مقتضا اشد ہونے جملہ اقسام کا یہی تھا کہ ہر ایک
کے واسطے حکم غسل تمام جسم دیا جاے اور کچھہ اصلا فرق اون تمام اقسام
قلیل الوقوع مین نہ کیا جاے لیکن اس حکم کے واسطے اون سب اقسام
سے صرف تین ہی اقسام خاص کی گئین جنابت اور حیض اور نفاس اور باقی تمام
اقسام مثلاً قے یا خون نکسیر یا فصد یا ریم اور رطوبت زخم یا پھوڑے کی ان تمام
اقسام مین باوجود قلیل الوقوع ہونے کے صرف حکم وضو پر اس سبب سے
اکتفا کیا گیا کہ یہ اقسام اکثر قسم امراض سے یا لاحق واسطے صاحبان مرض کے
ہوا کرتے ہین پس حکم غسل تمام جسم کا ایسے اقسام قلیل الوقوع کے واسطے
بھی موجب حرج و دقت اور خوف مضرت کا تھا الحاصل جتنے اقسام حدوث
نجاست کے ہین تین قسمون مین تو اون سے حکم غسل کبیر یعنے غسل تمام بدن
کا دیا گیا ہی اور باقی تمام اقسام مین بجاے غسل کبیر غسل صغیر یعنے دھو
ڈالنا صرف اطراف بدن کا جسکو وضو کہتے ہین تجویز کیا گیا ہی اور علاوہ اس
قاعدہ عقلی کے جسکا بیان کیا گیا ایک بہت بڑی وجہ وجہ تخصیص جنابت و

حیض ونفاس کی واسطے غسل تمام جسم کے یہ ہے کہ نجاست ان تینون اقسام
کی جملۂ اقسام نجاسات حادث جسم مکلف سے اشد واشد ہے کسواسطے کہ بحق
جنابت مین گویا تمام جسم مورد حدث مذکور ہوجاتا ہے اور ہر عضو بدن بلکہ ہر ہر جزو تن
تکیف وتاثر خاص اوس شی خارج شدہ کا پاتا ہے ساری ہونا لذت انزال کا
تمام جسم مین اس حیثیت سے کہ گویا تمام جسم منہمک ور فانی ومستہلک اوس
لذت وکیف خاص مین معلوم ہوا کرتا ہے دلیل بین ہے ہمارے اس مدعا کی علاوہ
اسکے نطفہ خلاصہ جوہر تمام جسم انسان کا ہوتا ہے تمام اعضاے انسان سے
کوئی عضو ایسا نہین ہے کہ جسکا ایک جزو شریک اس خلاصہ جوہر بدن کے
ساتھ نہو چنانچہ متشکل ہونا تمام شکل انسانی کا یعنے ہر ہر عضو انسان کا رحم
کے اندر اسی نطفے سے حجت روشن ہے اوپر اس مدعا کے پس بسبب خروج
ایسے مجموعہ جامع کے جسمین ہر ایک عضو بدن کا ایک ایک جزو شریک ہے
حکم تطہیر تمام جسم کا ضروری ہوا علاوہ اسکے جو کیف خاص شہوت رانی اور
لذت نفسانی کا انزال کے وقت تمام جسم انسان مین ساری ہوجایا کرتا ہے
جسوقت عبادت خدا کی طرف اوس جسم کو متوجہ کیا جاے تو اوس لذت
نفسانی اور کیف شہوت رانی سے جسم کو پاک صاف کرنے کے واسطے دھونا
تمام جسم کا ضرور چاہیے پس دھونا تمام جسم کا خاصۃً واسطے دفع جنابت کے
انھین وجوہ سے تجویز کیا گیا ہے رہا حیض ونفاس حکم تطہیر تمام جسم حیض نفاس
مین بھی بسبب اشد ہونے نجاست حیض ونفاس کے دیا گیا ہے کسواسطے کہ نجاست
حیض ونفاس قطع نظر اس سے کہ عقل اوسکو اشد اقسام خبث سے جانتی ہے

سبب اعظم اشد اقسام ہونے ان دونون نجاستون کا یہ ہی کہ باوجود نہایت خبث یہ دونون نجاستین تا وقت انقطاع برابر جاری رہا کرتی ہین پس ایسا جاری رہنا انکا موجب کمال خبث کا ہی یعنی حدوث ہر دو نجاست کی حالت طوالت اور تمام اقسام اشد سے بھی کمال زیادتی انکی ثابت کرتی ہی اور کیفیت ابتلای نفس کا ایسی حالت خبث و نجاست کے ساتھ اور بھی دور و مہجور اور بے مناسبت رہنے نفس کا عبادات و اشغال ذکر الٰہی سے بسبب اس نجاست کے لاحق حال بکلف ہوا تھا اوس کیف و حالت خاص سے پاک و نظیف کرنے کے واسطے اور نظافت و لطافت تازہ واسطے صلاحیت عبادت اور اشتغال اذکار و اشغال کے حاصل ہونے کے واسطے طاہر کرنا تمام جسم کا از سر تا پا ضرور ہوا **سوال** عجیب بات یہ ہی کہ ریاح یا ریم و خون زخم کے خروج مین محل خروج کا دھونا تو ضروری نہین مقرر کیا گیا لیکن دھونا چہرہ اور دست و پا کا بسبب اوسکے ضروری قرار دیا گیا ہی سبب ایسے حکم عجیب خارج از قیاس کا کیا ہی **جواب** اصل سبب فرضیت غسل و وضو کا خروج و حدوث نجاست کا ہوتا ہی نہ تلطخ سر مخرج کا ساتھ نجاست خارج شدہ کے ہان دھونا سر مخرج کا بھی بشرط تلوث اور عدم تحقق کسی مانع ضروری کے ضرور ہی چاہیے لیکن چونکہ علت ضرورت غسل و وضو فقط خروج نجاست واقع ہی نہ قیام و تلوث نجاست ساتھ مخرج کے لہذا اس نجاست ملوثہ خارج شدہ کے دھونے نہ دھونے کی ضرورت پر قیاس ضرورت غسل اعضاے وضو کا نہین ہو سکتا اسیواسطے حالت خروج ریاح مین باوجود عدم تلوث مخرج کے بھی حکم ضرورت وضو کا دیا گیا

ہی اسواسطے کہ اگرچہ تلوث ثابت نہین لیکن خروج تو بلاشبہہ ثابت ہی اور
ریح خارج شدہ اگرچہ ظاہر مین کوئی نجاست اسکی بدن پر محسوس نہین ہوتی
لیکن صفت اوسکی بلاشبہہ قریب غائط کے ہی **فائدہ** جنابت دو صورت
سے ہوتی ہی یا انزال سے ساتھ شہوت وجہندگی کے عام اس سے کہ
بیداری مین ہو یا خواب مین فقط انزال حالت خواب کو احتلام کہتے ہین
یا داخل کرنے سر حشفہ سے بیچ قبل یا دبر کے اس صورت مین بھی فاعل و مفعول
دونون پر غسل واجب ہوا کرتا ہی اگرچہ منی باہر نہ نکلے اور غسل مین تین فرض
ہین منہ مین پانی ڈالکر کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا اور سارے بدن کا دہونا
لغت مین غسل بالفتح کسی چیز کے دھونے کو کہتے ہین اور بالضم معنی تمام
بدن کے دھونے کے ہین چونکہ وضو بھی داخل ضمن غسل ہی لہذا یہ دونون
قسم حدث کو صغیر ہو خواہ کبیر دور کرتا ہی طہارت کامل ظاہر شرع مین مراد ہی
پاک ہونے نجاست حقیقی وحکمی دونون سے اور اکمل طریقہ اوسکا عمل غسل ہی
ہی پس جو طریقہ غسل کا بیان کیا گیا اگرچہ یہ طریق صرف طریق طہارت ظاہری ہی
کا ہی لیکن طہارت ظاہری منجر ہوتی ہی طرف طہارت باطنی کے کیونکہ جب بلحاظ
طہارت کا برابر رکھے گا اور ہمیشہ اپنے جسم کو پاک رکھے گا اسکے اثر سے اوسکا
دل بھی خباثتون سے پاک ہوگا اور خداوند منعم حقیقی کی طرف سے فیض طہارت
باطنی بھی اسکو ضرور حاصل ہوگا اور اصل غرض تمام اعضا پر پانی بہانے اور
شست وشو کرنے سے یہی ہی کہ بنیت پاک ہونے نفس کے گناہون سے
اور پاک ہونے دل کی رویت سے اپنی طاعتون کے یا اور خطرات سے

اور پاک ہونے روح اور سیر کے ملاحظہ اغیار سے اور آرام پکڑنے روح سے بغیر حق کے پانی بہانا چاہیے اور درحقیقت طہارت کامل جوکہ ممدوح اور محبوب حضرت حق واقع ہوئی ہی عبارت ان جملہ مراتب پاکی کے حاصل کرنے سے ہی اسیواسطے صیغۂ فاطّہروا ارشاد فرمایا ہی اور بجمیع وجوہ طہارت کامل حاصل کرنے کے واسطے حکم آیا ہی پس اعظم اقسام طہارت طہارت غسل ہی اور جو جو فوائد اور منافع خاصہ بیان وضو مین ذکر کیے گئے اون تمام فوائد کو داخل فوائد غسل سمجھنا چاہیے کیونکہ عمل وضو خود داخل ضمن غسل کیا گیا ہی **فائدہ** غسل مین اور فوائد ظاہری بھی بہت سے ہین اول یہ کہ مفید ہوتا ہی بہت سے امراض کے دفع کے واسطے دوم یہ کہ دور کرتا ہی سستی بدن کو اور تندرستی اور چستی لاتا ہی سوم یہ کہ باعث فرحت ونشاط خاطر ہوتا ہی اور آثار قساوت وخبث کو طبیعت سے کھوتا ہی چہارم یہ کہ پریشانی طبع کو دور کرتا ہی پنجم یہ کہ باعث مناسبت کا ہوتا ہی ساتھہ عالم ملکوت اور ملاء اعلے کے اور صلاحیت ظہور انوار وآثار عالم قدس بیچ انسان کے پیدا کرتا ہی ششم یہ کہ بعد جماع کے فی الفور غسل کرڈالنے سے پھر خواہش جماع کی جلد پیدا ہوتی ہی لیکن چاہیے کہ بعد دفع کیفیت اوس حرارت کے جو حرکت جماع سے پیدا ہوتی ہی پانی بدن پر ڈالین والا زیادہ جلدی کرنے مین خوف حدوث بعض امراض کا ہوا کرتا ہی قسم سوم طہارت شرعی کی تیمم ہی قال تعالی وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا

طیبا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم ان اللہ کان عفوا غفورا ۞ اور اگر ہو تم مریض یا
سفر مین یا آیا ہو کوئی شخص تم مین جاے ضرور سے یا صحبت کی ہو عورتون
سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھون کو تحقیق
اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہی ـ مدارج النبوۃ مین لکھا ہی کہ بعضے
غزوات مین عود کے وقت قریب مدینہ منورہ کے ایک مقام پر گردن بند
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گم ہوا تھا اوسکی تلاش کے واسطے
اوس منزل مین توقف ہوا اور وہان پانی نتھا یہان تک کہ فجر کی نماز کے
فوت ہونیکا لوگون کو خوف ہوا اسمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا پر غصہ ہوے کہ تمھارے سبب سے لوگون نے اسجگہ یہ
پریشانی اوٹھائی اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی حق سبحانہ تعالے نے
اپنی عنایت بےنہایت سے بیمارون کو اور اون مسافرون کو جنکو خوف
گھٹ جانے اور نپانے آب خوردنی کا ہو اور اون اشخاص کو جنکے
تئین پانی ضرر کرتا ہو یا بروقت پانی میسر نہ آنے کے بعوض وضو اور غسل کے
حکم تیمم کا خاک پاک سے دیا ہی اور تیمم کو درحالت ضرورت خلیفہ اور قائم مقام
دونو کیطرف سے مقرر کیا ہی تا بندگان مکلف مضطر نہون اور سعادت
عبادت الٰہی سے کسی حالت مین بعذر نہ ملنے یا عدم امکان استعمال پانی
کے محروم نرہین ورود اس آیہ مرحمت مایہ کا اوس وقت حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے ہوا پس باعث حصول اس آسانی
کی ذات بابرکات حضرت صدیقہ کی ہوئی رضی اللہ تعالے عنہا

عمل تیمم شرع شریف مین عبارت ہی مٹی پاک پر دونو کف دست مارکر اول تمام
منہ پر ملنے سے اور پھر بار دوم دونون کف دست مارکر دونون ہاتھون کو
سر انگشتون سے کہنیون تک ملنے سے. اور جس طرح پانی کو وضو مین ہر مقام پر
پونہچانا فرض ہی اسیطرح دست مس کردۂ ارض پاک کو ہر مقام پر پونہچانا ضرور
چاہیے ورنہ تیمم صحیح نہوگا اور معنی تیمم کے قصد کے ہین اس سے نیت کی
فرضیت بھی واسطے تیمم کے ثابت ہوئی اور صعید سے مٹی خواہ اوس جنس
کی چیز مراد ہی خاک بالو سرمہ پتھر ہرتال غبار آلودہ ہون یا نہون سب داخل
تحت معنی صعید کے ہین مگر شرط یہ ہی کہ پاک ہون نجس زمین اگر سوکھ جاوے
سوکھنے سے اداے نماز کے واسطے طاہر ہی لیکن مطہر نہین ہی پس تیمم
اوس سے جائز نہین ہوسکتا اور فلم تجدوا ماءً مین جو عذر پانی نہ ملنے کا بیان
کیا گیا یہ عذر عام ہی اس سے کہ پانی موجود ہی نہو یا موجود ہو لیکن بسبب عدم
اسباب یا وجود موانع کے نہ مل سکے جیسے مثلاً ڈول نہ ملنے کے سبب سے
پانی کنوین سے کھینچ نہین سکتا یا جسجگہ پر پانی ہی اژدہا یا درندہ موجود ہی یا کسی
دشمن نوع انسان سے خوف جان ہی اور تیمم ٹوٹ جاتا ہی پانی کے ملجانے
سے اور بھی اون چیزون سے جنسے وضو ٹوٹتا ہی **فائدہ** ازبسکہ
عمل طہارت نہایت مہتم بالشان اور لوازم ضروریہ دین و ایمان سے ہی علی الخصوص
اداے نماز کے واسطے تو اہتمام طہارت اسقدر ضروریات سے ہی کہ بدون
اسکے نماز کسی طرح جائز ہی نہین ہو سکتی پس چونکہ تاکید التزام نماز کی بھی اسقدر
زیادہ تر ہی کہ مریض صاحب فراش کو بھی ترک کرنا اوسکا روا نہین اگر طاقت

قیام و قعود و رکوع و سجود بھی باقی نہین رہی ہو تو اوسی حالت مین بستر ناتوانی پر پڑے
پڑے ادا اوسکا واجب و لازم ہوتا ہی لہذا بسبب اس درجہ ضروری ہونے
عبادت صلوۃ کے اور موقوف ہونے اوسکے اوپر طہارت کے مصلحت
شرعی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ حالت عدم دستیابی یا عدم امکان استعمال
آب مین بھی یہی حکم باقی رہے یعنے نہ حکم اداے صلوۃ بدون طہارت کے
دیا جاے نہ بسبب عدم دستیابی یا عدم امکان استعمال آب کے ترک صلوۃ
کسیطرح جائز کیا جاے لہذا عذر کی حالتون مین تیمم کو خلیفہ غسل و وضو کی جگہ
مقرر فرمایا چونکہ اصل مقصود ضرورت غسل و وضو سے یہی ہی کہ تا انسان دلسے
متوجہ طرف پاکی اور صفائی کے رہے اور عمل طہارت کو تا حد امکان اجتناب
و منفرات سے واسطے عبادت کے جانے اور بسبب کمال ضروری ہونے
اہتمام ہر قسم طہارت حقیقی و حکمی اور اور تمام اقسام شرائط و لوازم ضروریہ نماز
کی کمال عظمت و احترام عبادت نماز کو اچھی طرح سے پہچانے کیونکہ عظمت
اس عمل کی جسقدر زیادہ تر اوسکے دل پر اثر کریگی اوسیقدر زیادہ تر خوبی
اور توجہ و اہتمام کے ساتھہ اوس سے صورت اداے عمل مذکور ظہور مین آئیگی
پھر نتائج و آثار بھی اوسکے ویسے ہی پیدا اور ہویدا ہونگے غرض انھین منافع
اور مصالح ضروریہ کی جہت سے عمل تیمم حالت مجبوری مین خلیفہ غسل و وضو
مقرر کیا گیا ہی تا مدرکہ عابد اہتمام تمام طہارت وغیرہ لوازم ضروریہ عبادت
سے غافل ہرگز نہ رہے دیکھو دربار سلاطین مین جو حاضر ہونے کے واسطے قیود
و رسوم و تکلفات خاصہ کا اہتمام اور التزام ضروری مقرر کیا جایا کرتا ہی غرض

اون قیود و رسوم و تکلفات خاصہ کے مقرر کرنے سے سوا اسکے اور کچھ نہین ہوتی تا کہ کمال عظمت و احترام اوس دربار اور صاحب دربار کا اہل دربار کے دل پر بخوبی تمام تر اثر کرے اور اسکے سبب سے اونکی اطاعت و انقیاد کو زیادہ تر ترقی ہو پس اصل حکمت تقرر شرائط و لوازم خاصہ عبادت نماز مین بھی یہی ہے اسجگہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ حصول طہارت استعمال آب کے سبب سے تو امر عقلی ہے لیکن مٹی یا پتھر وغیرہ پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لینے سے حاصل ہونا طہارت کا کسیطرح عقل مین نہین آتا تو جواب اسکا یہ کہ عمل تیمم کچھ ازالہ عین نجاسات کے واسطے تو مقرر نہین کیا گیا تا اعتراض عدم ازالہ جرم نجاست کا اوس پر لازم آئے اور تجویز ہونا اس حکم کا خلاف عقل تصور کیا جائے بلکہ طہارت تیمم مخصوص ہے واسطے دفع اقسام نجاست حکمی کے لہذا طہارت حکمی مزیل نجاست حکمی البتہ ہو سکتی ہے جس مرتبے کی نجاست تھی اوس مرتبہ کی طہارت کس واسطے اوسکو نہین کھو سکتی ہے **فائدہ** تتمۂ بیان مین شرائط وجوب طہارت کو بھی سن لینا چاہیے شرائط وجوب طہارت کی کیا ہین عقل اور اسلام اور قادر ہونا مطہر کے استعمال پر اور پانی یا مٹی خواہ مٹی کی جنس کے کسی شی کا موجود ہونا اور بالغ ہونا ان شرائط سے مجنون اور کافر اور مقطوع الیدین والرجلین یعنی ہاتھ پاؤن کٹے ہوے آدمی اور فاقد الطہورین یعنے جنکو پانی مٹی وغیرہ میسر نہو اور نابالغ اشخاص خارج ہونے اور وجود حدث کا اصغر ہو یا اکبر اور عدم حیض و نفاس اور تنگی وقت جب ہجوم کر آئے ان شرائط کی رو سے متوضی غیر جنب پر اور حیض و نفاس والی

عورت پر اور وقت صلوٰۃ کے وسیع رہنے مین طہارت واجب نہین اور
شرائط صحت طہارت کی یہ ہین نہ جانا پانی کا تمام ظاہر جلد محل واجب الغسل پر
اور منقطع ہونا حیض ونفاس کا عورت کے حق مین اور دور ہونا مانع طہارت
کا بدن سے مثلاً آنکھ کی کیچڑ یا اگر بدن پر موم چپکا ہو مگر بیمار اگر دوا لگائے یا پٹی
باندھے ہو اور اوسکے دور کرنے اور محل ماؤف کے دھونے مین خوف ضرر
ہو تو صرف مسح کر لینا اوس مقام پر اوسکو کافی ہے مسح کو بھی شارع نے ایسے
مقامات پر مطہر قرار دیا ہے اور ہرگاہ بیان ماسبق سے جواب اعتراض تیمم کا معلوم
کیا تو جو اعتراض مسح عضو ماؤف یا مسح سر پر وارد ہوتا تھا وہ بھی رفع ہو گیا کسواسطے
کہ مسح عضو یا مسح سر بھی رفع نجاست حکمی ہی کے واسطے مقرر ہے پس واسطے
رفع نجاست حکمی کے کافی ہونا اس عمل طہارت حکمی کا خلاف عقل نہین ہو سکتا
فائدہ یہ جو کچھ بیان ہوا بیان طہارت احداث ونجاسات حکمی کا تھا لیکن
نجاسات حقیقیہ عام اس سے کہ غلیظہ ہون خواہ خفیفہ پاک رکھنا جسم وجامہ کا
اون سے ضرور چاہیے اور طریق اون سے پاکی حاصل کرنے کا بعد فراغ بول و
غائط کے یہ ہے کہ کلوخ سے صفائی حاصل کرے بعد اوسکے پانی سے طہارت کرے
اور اگر اور کسی جگہ جسم مین یا کپڑے مین نجاست لگ گئی ہو تو اوسکا دھونا اور پاک
کرنا بھی فرض ہے قال تعالیٰ وثیابک فطہر اور اصل مدار اس قسم طہارت کا اوپر اسکے
ہے کہ اول ازالہ عین نجاست کیا جاوے بعد ازالہ عین نجاست کے چند بار پانی بہاکے اور اگر کپڑا ہو
تو اوسکا ہر بار نچوڑنا بھی ضرور ہے تمام مسائل اقسام نجاسات اور کیفیت طہارت کی کتب فقہیہ مین مفصل
لکھے ہوے ہین موافق اونکے عمل کرنا چاہیے علاوہ اسکے حلق کرنا شعر عانہ یعنی موئے زہار اور بغل کا

اور قطع کرنا ناخنون کا یہ سب امور بھی داخل طہارت خاصہ دین اسلام سے
ہین کیونکہ اکثر ایسے مقامات مین علی الخصوص ناخنون مین چرک وغیرہ رہجایا کرتا ہے
اسیواسطے پاک صاف رکھنا ان مقامات کا ضروریات دین اسلام سے ہے
بلکہ علاوہ جسم وثیاب کے پاک ہونا جاے اداے نماز کا بھی ضرور چاہیے
اگرچہ سوا عمل استنجا ی کلوخ اور وضو اور تیمم یا غسل مخصوصہ شرعیہ کے جو کہ مقید
بقیود وشرائط خاصہ ہے اور باقی اقسام طہارت مین اوربھی بعض بعض اقوام شریک
عمل اہل اسلام ہین لیکن یہ شرکت اونکی فقط شرکت اسمی ورسمی واقع ہوئی نہ شرکت
حقیقی کسواسطے کہ جوجو شرائط وقیود واسطے آب طاہر کے اور طرق تطہیر کے
دین اسلام مین مقرر کی گئی ہین اور بغور ملاحظہ کرنے سے اون سب قیود وشرائط
کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہونا طہارت کا بدون مراعات ان سب قیود و
شرائط کے عقلاً ممکن ہی نہین ہے اور کسی دین مین اوس طرح کی قیود وشرائط
کا ظاہر اپتہ معلوم نہین ہوتا پس کمال طہارت جو اس دین متین مین ملحوظ ہے گویا
دلیل بتین ہے اوپر کمال پاکی اس دین کے اور اس کمال نظافت کو بھی جملہ دلائل
حقیت دین اسلام سے سمجھنا چاہیے اور بھی معلوم کرنا چاہیے کہ جسطرح بدون
طہارت ظاہر کے عبادت درست نہین ہوتی اسیطرح بغیر طہارت دل کے معرفت
خداوند تعالی کی درست نہین ہوتی اسیواسطے طہارت بالغ کامل جو کہ ممدوح
ومحبوب خداوند عالم واقع ہوئی ہے اصل مراد اوس سے یہی ہے کہ طہارت جسم و
جامہ اور طہارت دل دونون قسم برابر حاصل ہون بلکہ اصل طہارت طہارت
دل ہے وجود شخصی طہارت کامل کے واسطے طہارت دل کو بجاے جان کے

اور طہارت ظاہر کو بجائے جسم کے سمجھنا چاہیے پس مجرد طہارت ظاہر بدون
طہارت باطن کے بمنزلہ جسم بیجان کے ہے اور مجرد طہارت باطن بدون طہارت
ظاہر کے تحقق اوسکا اسقدر عسیر اور دشوار سمجھنا چاہیے جس طرح قیام روح کا بدون
جسم کے بیچ اس عالم کے عسیر و دشوار اور خارج از حیز اعتبار ہے **فائدہ**
جملہ اقسام طہارات ضروریہ دین اسلام سے کمال التزام اور اہتمام مسواک کا بھی
ہے واسطے تنقیہ اور تزکیہ دہان کے تا کثافت اور بدبوئی کسیطرح کی منہ مین
رہنے نپاے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بتاخیر العشاء وبالسواک عند کل صلوۃ ؎
وعن شریح بن ہانی قال سالت عائشۃ بای شئی کان یبدء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا دخل بیتہ قالت بالسواک وایضا روی عن عائشہ رضی اللہ عنہا
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السواک مطہرۃ للفم مرضاۃ للرب ؎
خلاصہ معنی ان احادیث کا یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر
نہ دشوار جانتا مین اپنی امت پر تو حکم کرتا مین اونکو ساتھہ مسواک کے نزدیک
ہر نماز کے اور منقول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جب کہ داخل ہوتے تھے مکان مین تو سب کامون سے
پہلے شغل مسواک ہی کا فرماتے تھے اور بھی فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ مسواک کرنا سبب ہے پاک کرنے منہ کا اور باعث ہے رضامندی خدائے
جل وعلی کا اور ایک حدیث مین فضیلت مسواک کی اسطرح پر مذکور ہے کہ جو نماز
کہ اوسکے واسطے مسواک کیگئی ہے یعنے وضو اوس نماز کا ساتھہ مسواک کے

عمل مین آیا ہو ستر درجہ فضیلت اوسکی اوپر نماز بلا مسواک کے ثابت ہی الحاصل
جسقدر تاکید شدید اور قدغن مزید اور ثبوت فضایل و درجات و برکات کا واسطے
عمل مسواک کے دین اسلام مین ہی اور کسی دین مین اسقدر تاکید اور فضیلت
اسکی دیکھنے یا سننے مین نہین آئی پس کس درجہ اہتمام اور ثبوت فضل تام مسواک
کرنے کا یہ بھی جملہ طہارات مخصوصۂ دین اسلام ہی سے ہی علاوہ اسکے عمل ختنے
کی بھی اس دین متین مین مزید تاکید ثابت ہی کسواسطے کہ جو پوست غلاف ختنہ
مین قطع کرنا اوسکا چاہیے نجاست بول اوسمین رہجایا کرتی ہی پس بدون قطع
کرنے اوس پوست کے طہارت اور صفائی اوس نجاست سے عسیر و دشوار
ہی لہذا تاکید واسطے ختنہ کرنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت
فرمائی ہی اور ایک حدیث شریف مین تو تعریف ختنہ اور مسواک کی اور عطر
لگانے کی یعنی ان تینون عمل کی ایک ہی جگہ برابر آئی ہی بعد دریافت ہونے
ان تمام اقسام طہارات اور نظافات کے ملاحظہ کرنا چاہیے کہ دین اسلام
کس درجہ جامع تمام اقسام طہارات و نظافات اور کیسا دین پاک ہی آیا اسقدر
اہتمام تام اور خصوصیات و تکلفات خاصہ تطہیر و تنظیف کے واسطے مزید
تاکید التزام سوا اس دین متین کے کسی اور دین مین بھی پایا گیا ہی جسطرح کمال
احتراز و اجتناب شراب وغیرہ مسکرات مضر عقل و انسانیت سے خصیصہ
خاصہ اسی دین متین کا ہی اسی طرح کمال احتیاط واسطے پاکی اور صفائی
کے اور غایت رعایت جامعیت تمام اقسام تطہیر و تنظیف کی بھی خصیصہ
خاصہ اسی دین متین کا سمجھنا چاہیے اسیواسطے کہا گیا ہی کہ بُنِیَ الاسلام

صلی المناقۃ پس غور کرنا چاہیے کہ ساتھہ جامعیت اور اشتمال ایسی صفات
کمالات خاصۂ مختصہ کے اور کسی دین کو ادیان جہان سے برابری ساتھہ اس
دین متین کے ہوسکتی ہی الحق ٭ بس در جہان گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام ٭
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

شروع بیان نماز کا

فرمایا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پنجگانہ مثل ایک نہر کے ہی کہ دروازے
پر کسی آدمی کے جاری ہو اور وہ شخص غسل کرے اوسمین دن مین پانچ بار
البتہ باقی نہین رہیگا جسم پر اوسکے کوئی چرک یا کثافت پس جاننا چاہیے کہ
جسطرح غسل کے وقت جسقدر اہتمام اور کوشش تحصیل طہارت و نظافت
اور دفع چرک و کثافت مین انسان کرتا ہی اوسیقدر صفائی اوسکو حاصل
ہوتی ہی اسیطرح نماز مین بھی کہ تمثیل اوسکی ساتھہ نہر روان کے دی گئی ہی
جسقدر اہتمام و کوشش واسطے صفائی باطن اور دفع وساوس سوء اور
خطرات ماسوا کے کریگا اور خوب طرح سے دل لگا کر ادا نماز کریگا اوسی قدر
نورانیت اور صفائی باطن اور ثواب بحساب اوسکو حاصل ہوگا پس لازم ہی
جملہ مومنون کو کہ پورے طور سے نماز کے ادا کرنے کے واسطے جہان تک
ہوسکے کوشش کرین اور پورے طور سے ادا کرنا اوسکا بدون اسکے ممکن
نہین ہوسکتا کہ اول اوسکی ماہیت سے آگاہی کماہی حاصل کرین کہ آیا نماز
کیا چیز ہی اور حقیقت اسکی کیا ہی آیا یہی صورت افعال و اقوال و حرکات و
سکنات مخصوصہ حقیقت اسکی ہی یا اس صورت کے واسطے کوئی حقیقت
اور بھی ہی یہ تو ظاہر ہی کہ ہر صورت ظاہری کے ضمن مین تحقق حقیقت معنوی

خاصہ کا ضروری نہین ہوتا والا چاہیے کہ ہر مجنون یا نسناس صورت ناس
بسبب صورت نوع بشری رکھنے کے انسان کامل اعتقاد کیا جاوے اور
فرق وتفاوت درمیان وحشی بن مانس ہیولاے محض اور اشخاص اکمل وافضل
بلا تربیت یافتہ کے کوئی شئی ہی قرار نپاوے پس اس قاعدۂ عقلی کی روسے
مجرد صورت صلوٰۃ کو بمنزلہ جسم بیجان کے تصور کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے
کہ آیا یہ تمام افعال واقوال وحرکات وسکنات خاصہ جنسے صورت ترکیبی نماز
کی قایم کی گئی ہی حقیقت ہر جزو کی اجزاے خاصہ مذکورہ سے کیا ہی اور کس فائدہ
اور منفعت کی نظر سے ان افعال واقوال وحرکات وسکنات کو دخل ترکیبی
اس عبادت مین دیا ہی جبکہ ان سب افعال واقوال کے حقائق ودقائق
کو بخوبی جانکر موافق اوسکے بجالائیگا تب ثمرۂ عبادت نماز کا البتہ پاوے گا
اور اطلاق حقیقی نماز کا بھی درحقیقت اوسیوقت درست آئیگا **بیان
حقائق ودقائق نماز کا** ہرگاہ بیان ماسبق سے یہ بات معلوم
ہوئی کہ نماز کے واسطے ایک حقیقت معنوی ہی علاوہ اوسکے صورت ظاہری
کے بلکہ تمام ارکان اور اجزاے ترکیبی اور شرائط اور لوازم اوسکے سوا
صور ظاہری کے حقائق ودقائق معنوی پر مشتمل ہین تو کچھ مختصر سا بیان
اون دقائق وحقائق کا بھی سن لینا چاہیے مخفی نرہے کہ اصل منشاء اعلیٰ اور
غایت اسنی تو نماز کی مشغول ہونا ہی بندہ کا جان ودل سے بیچ اطاعت وشکر گذاری
اپنے مالک حقیقی اور خالق تحقیقی کے اور بجالانا اس اطاعت وشکرگذاری کا
باین نہج کہ سوا محبت واطاعت واسترضاے مالک کے اور کسی خیال کو

اصلا دخل اوسمین نہوا اور بھی صرف کرنا اعلے درجہ ہمت و اہتمام کا ہے اس کام
کے ادا کرنا ایسے مراتب اعلے تعظیم و تکریم و حمد و ثنا کا جو کہ سوا اوس خالق
بحق حاکم مطلق کے واسطے کسی دوسرے کے ہرگز جائز ہی نہین ہے پس حضور و فنیت
باطن اس کام کے واسطے اس درجہ درکار ہے کہ خشیت اور محبت اور تعظیم و
تکریم اوس مالک حقیقی کی ایسی بیچ باطن عابد کے سما جاوے کہ خیالات فاسد
اور صفات ناقص و کاسد سے دل عابد کا بالکل دور و نفور ہوا اور بھی باطن
اوسکا بجاے ظلمات معاصی کے انوار محبت و طاعت و اخلاص سے
سرتاسر معمور ہو لیکن تفصیل حقائق و دقائق جملہ ارکان و شرائط و لوازم و متعلقات
صلوۃ کے پس بیان اجمالی اوسکا یہ ہے کہ **طہارت** جو کہ شرط اعظم ہے واسطے
نماز کے صورت ظاہری تو اوسکی یہی پاکی جامہ و پاکی جلد بدن ہے لیکن مغز اور
جان اس صورت ظاہری کے واسطے پاکی دل ہے ساتھہ توبہ اور پشیمانی
کے اور ساتھہ مجتنب ہونے کے صفات و اخلاق ناپسندیدہ سے
کس واسطے کہ جسطرح تن ظاہر مورد و محل صورت ظاہری نماز کا ہے اسیطرح
دل عابد محل ہے واسطے مغز و جان اور حقیقت اصلی نماز کے پس جس طرح
صورت ظاہری طہارت شرط ہے واسطے صورت ظاہری نماز کے اسیطرح
مغز و حقیقت بھی اسکی اوسکے مغز و حقیقت کے واسطے شرط ہے لیکن
ستر **عورت** پس غرض ظاہری اسکی یہ ہے کہ جو کچھہ عیب و زشتی ظاہر وجود
انسان میں ہے چشم خلق سے اوسکو چھپاوے اور غرض معنوی اسکی یہ ہے
کہ جو کچھہ عیب و زشتی باطن انسان میں ہے اور وہ باطن نظرگاہ ہے حضرت

عالم الغیب کا لہذا اوس عیب و زشتی کو چھپانا یعنی نفی و زائل کرنا چاہیے
اور صورت اوسکی نفی و معدوم کرنیکی یہی ہی کہ گذشتہ پر پشیمان ہو اور آئندہ
عزم بالجزم اوس سے باز رہنے کے واسطے کرے اور یہی خجالت و پشیمانی
سے پردہ اوپر اوسکے ڈالے کس واسطے کہ تائب ذنب کے واسطے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کمن لا ذنب لہ فرمایا ہی اور یہی غلبہ شرم و غیرت سے
عیب چھپانے اور شرمانے والے کی طرف متوجہ ہونا شان ستاری حضرت
ستار العیوب کا اکثر روایات مین آیا ہی لیکن **توجہ قبلہ** پس غرض
ظاہری اوس سے یکسو و یکجہت ہونا صورت ظاہر نماز گذار کا ہی اور غرض معنوی
کیا ہی روی دل تمام عالم سے پھیر کر متوجہ طرف قبلہ حقیقی یعنے خداوند خالق
و مالک تحقیقی کے ہونا اور نقوش خیالات این و آن ہمان و فلان کا صفحہ دل
سے بالکل دھونا اور ظاہر مین خاصتہً کعبہ اسواسطے قبلہ توجہ مقرر کیا گیا کہ وہ مقام
پاک اصل اور مبدء ہی تمام روے زمین کا کیونکہ تمام زمین اوسی مقام پاک سے
نکلکر منبسط ہوئی ہی چونکہ خلقت انسان کی خاک سے ہی لہذا بوقت نماز کے
کہ وقت رجوع روح و جان انسان کا ہی طرف مبدء اصلی یعنی خالق اپنے کے
راجع ہونا جسم ظاہری کا اپنے مبدء اصلی خاک یعنے اس مقام پاک کی طرف
ضرور چاہیے تا رجوع و یکسوئی ظاہر رجوع و یکسوئی باطن پر دلیل ہو اور توافق
ظاہر کا ساتھ باطن کے اس رجوع و یکسوئی کامل کے واسطے باعث تکمیل ہو
لیکن **قیام** پس غرض ظاہری اوسکی یہ ہی کہ روبروا اپنے خالق کے
سرنگون دست بستہ ساتھ کمال ادب و تعظیم کے غلامان فرمانبردار کی طرح

کھڑا ہوا اور غرض معنوی اسکی یہ ہے کہ تمام حرکات وسکنات سے باز رہکر بلازم
خدمت بسبیل تعظیم ساتھ اظہار کمال انکسار کے ہوجاوے اور اپنے قیام آخرت
کو آگے حق سبحانہ تعالے کے یاد کرے اور خیال کرے کہ روز قیام آخرت
کے تمام اعمال میرے آگے اوس حاکم حقیقی کے وزن وحساب کیے جاوینگے
اور جانے کہ خداوند عالم الغیب میرے تمام عیوب سے اسوقت بھی واقف
وآگاہ ہے پس اس تفکر وخیال سے کیفیت خشیت اوسکے دل مین پیدا ہو اللہ
جلشانہ نے اپنے کلام بلاغت نظام مین اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فرمایا ہے معنی اقامت
کے کیا ہین سیدھا قایم کرنے کے یعنی سیدھا قایم کرو نماز کو پس مراد ظاہر نماز
کے سیدھے قایم کرنے سے یہ ہے کہ ہر ہر عضو مصلی اپنے موقع پر بلاخلل وکجی
جیسا کہ چاہیے قایم ہو اور ہر ایک رکن نماز کا کجی اور خلل سے ساتھ رعایت
کمال ادب کے محفوظ رہے خواہ وہ کجی متعلق دل سے ہو خواہ زبان سے
خواہ اور جوارح سے بعض تفاسیر مین معنی اقامت صلوۃ کے اسطرح پر مذکور ہین

اقامۃ الصلوۃ اتمام الرکوع والسجود والقیام والقعود والتلاوۃ والخشوع والاقبال
علیہا + یعنی قایم کرنا نماز کا پورا کرنا رکوع اور سجود اور قیام اور قعود کا ہے اور بھی
پوری طرح قرارت کرنا قرآن مجید کا اور پوری طرح سے عاجزی اور زاری کرنا
اور محو ہونا اور پوری طرح توجہ کرنا تمام پر اور بھی بعض کتب مین بیان معنی اقامت
کا اسطرح پر آیا ہے اقامۃ الصلوۃ المحافظۃ علیہا وعلی مواقیتہا ووضوءہا و
رکوعہا وسجودہا یعنی مراد اقامت صلوۃ سے محافظت ہے اوپر نماز کے
اور اوقات نماز کے اور طہارت اور رکوع وسجود یعنے شرایط وارکان خاصہ

تعلیم العباد از [illegible] خان ۔ ۱۲۹۸ھ

نمازکے پس اقامت ظاہری نمازکی یہی سب صورتین ہین اور اقامت معنوی
وحقیقی اوسکی یہ ہی کہ مصلی اپنے تئین جملہ برائیون اور کجیون اور خیالات و تعلقات
ماسوا سے دور اور یکسو کرکے جادۂ اطاعت و فرمانبرداری جناب باری پر
بخوبی تمام راسخ دم اور ثابت قدم ہوجاوے اور اس استقامت مین ایسی
مضبوطی کے ساتھ ثابت قدمی کرے کہ اصلا لغزش قدم اوسکو نہو لیکن

دونو ہاتھ کانون تک اوٹھانا وقت تحریمہ کے مشعر چند امر
کی طرف ہی اول مشعر ہی دنیا ومافیہا دونون سے ہاتھ اوٹھانے کیطرف
یا یہ کہ دنیا و آخرت دونون سے اطاعت و فرمانبرداری حضرت حق کو محبوب
و نہر گتر سمجھکر تعلقات طرفین سے دست بردار ہونے کیطرف دوم مشعر ہی
طرف عرض اظہار مضمون سمعًا وطاعةً کے یعنی جس طرح آلۂ سمع گوش ہی اسیطرح
اغلب اشہر آلات کار و خدمت سے آلۂ دست بندہ طاعت گوش ہی پس
قریب اور یکجا کرنا ان دونون آلات کا مخبر و مشعر ہوتا ہی اوپر سہم اور منضم کرنے
اور عرض و اظہار کرنے سمع وطاعت کے سوم یہ کہ دونو کانون کے مقابل
مین دونو ہاتھ کے لیجانے سے اشعار ہی اوپر روکنے اور بند کرنے راہ گوش
کے ہرطرف سے یعنے آلۂ چشم کو تو بندۂ مومن نے ہرطرف سے روک کر متوجہ
طرف قبلہ کے اور سجدہ گاہ کے کیا تاکہ توجہ نظر ظاہر اوسطرف قبلہ معنوی
اور مسجود اصلی کو یاد دلاوے اور باعث توجہ نظر باطن کی طرف قبلۂ حقیقی
کے ہوجاوے اب کانون کا روکنا بھی چاہیے پس ہاتھون کا دونو کانون
پر لیجانا اشارہ ہی طرف روکنے اور بند کرنے دونو کانون کے اور اصل عرض

اس سے قطع جملہ تعلقات ماسوا ہی چہارم یہ کہ اگر سر انسان اس طرح پر
پیدا کیا گیا ہوتا کہ جسوقت انسان چاہتا خود اپنے ہاتھون سے اوسکو اپنی
گردن پر سے اوٹھا کر علیحدہ کرسکتا تو اسہل وضع اور اقرب وجہ اوسکے
اپنے ہاتھ سے اوٹھانے کی یہی تھی کہ جس طرح وقت تحریمہ ہاتھون کو
سر و گوش کی طرف لیجایا کرتا ہی اوسی طرح دونو ہاتھون کو سر کے اوٹھانے کے
واسطے بھی لیجاتا پس اس طرح بلند کرنا اور قریب سر کے لیجانا ہاتھون کا واسطے
اشعار کمال جان نثاری اور فرمان برداری کے ہی تا سر کے پاس لیجانا ہاتھونکا
اس وضع خاص پر دلیل ہو اور یہ بات سکے کہ بندۂ مومن سر تک نذر کرنے
کے واسطے حاضر و مستعد ہی یا یہ کہ اپنے سر کو کہ اشرف اعضا اور اصل مقر جملہ حواس
اور اکثر قوی کا ہی واسطے بجا آوری اطاعت کے دونون ہاتھون مین اپنے
لیلیا ہی غرض انھین سب مضامین کا خلاصہ اصل سر ہی یعنی تحریمہ صلوۃ کا
لیکن وَجَّہْتُ وَجْہِیَ کہنا پس اشعار ہی اوپر اس بات کے کہ دل تمام
عالم سے منہ پھیرا اور حق تعالے کیطرف بکلی متوجہ ہوا لیکن اللہ اکبر
کہنا پس معنی اللہ اکبر کے یہ ہین کہ اللہ جلشانہ بزرگ و برتر ہی تمام عالم سے
اور یہ بزرگی صفت ذاتی اوسکی ہی اور شروع نماز مین اس کمال بزرگی و
برتری کے مضمون کی یاد کرنے سے مراد یہ ہی کہ اگر اس مضمون کمال بزرگی
و برتری کو جھوٹ کہتا ہی اور دل سے اظہار نہین کرتا تو جھوٹ بولنا آگے اپنے
مالک کے علی الخصوص ایسے وقت خاص مین کمال بے شرمی اور غایت
نالایقی ہی اور اگر اس کلمے کو سچ جانکر کہتا ہی اور اعتقاد بزرگی و برتری خداوند عالم کا

دل سے رکھتا ہی تو چاہیے کہ اوس مالک بزرگ و برتر کے سامنے اور کسی شی
کی طرف اشیای عالم سے کہ ہر شی اوسکے سامنے انقص و اذل ہی توجہ
نکرے نہ سوا اوس مالک حقیقی کے کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے
بلکہ اصلا تصور و خیال بھی کسیکی طرف نہ لیجاسے اور اگر ایسا کریگا تو سوا خدا کے
جسکی طرف اسنے التفات کیا وہی معبود اسکا ہوگا قال اللہ تعالی افرایت
من اتخذ الٰہہ ہواہ + جسوقت مصلی اللہ اکبر کہتا ہی تو پردہ پڑجاتا ہی درمیان اوسکے
اور شیطان کے اور اوٹھہ جاتے ہین حجابات اوسکے اور خداوند معبود حقیقی
کے درمیان سے اور نظر رحمت کے ساتھہ متوجہ ہوتا ہی خداوند معبود حقیقی
طرف اوسکے لیکن ہاتھہ باندھنا پس مقصود اس سے دست بستہ
ہونا ہی بیچ حضور مالک اپنے کے اور بھی اشعار ہی اوپر معطل کرنے دونون
ہاتھون کے جملہ اشتغال و تعلقات سے لیکن **ثنا** اور **تعوذ** اور **بسم اللہ**
اور سورۂ **فاتحہ** پڑھنا پس واسطے عرض و اداے مراتب حمد
و شکر و تعظیم و تکریم لسانی کے اور مکر شیطان سے پناہ مانگنے کے اور دعاے
طلب ہدایت کے اور اظہار تخصیص عبادت و استعانت کے ہی چاہیے
کہ جس وقت الحمد للہ کہے تو جملہ نعمتہای الٰہی کو دل مین خیال کرے تا
متصف ہو دل اوسکا ساتھہ صفت شکر کے اور بھی چاہیے کہ جس وقت
ایاک نعبد کہے حقیقت اخلاص کی اسکے دل مین تازہ ہو جاسے پھر
جس وقت اہدنا الصراط المستقیم کہے تو کیفیت تضرع و زاری اسکے دل پر
غالب ہو اور ساتھہ کمال تضرع و زاری کے اپنے مالک سے دولت ہدایت کا

طالب ہو صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم کہنے مین خیال
الحب للہ والبغض للہ کو دل مین تازہ کرے راہ نیکی پر چلنے کے واسطے راہ
بدی سے بچنے کا خوب طرح اندازہ کرے لیکن ضم سورہ کرنا پس بیان
اوسکا یہ ہی کہ قرارت قرآن نماز مین اسواسطے فرض ہوئی ہی کہ نماز حالت
مواجہہ کی ہی ساتھہ اپنے مالک حقیقی کے اور حالت مواجہہ مین پڑھا جانا اوسکے
کلام پاک کا گویا واسطے حصول شرف مکالمہ ساتھہ مالک حقیقی کے خاص
کیا گیا ہی اور ظاہر ہی کہ مکالمہ عبارت ہی تکلم و استماع طرفین سے پس حصول
کیفیت مکالمہ اور شرف کامل تکلم کا مملوک و محکوم کو ساتھہ مالک و حاکم کے
صرف ایک اپنی ہی عرض و معروض سے ممکن نہین ہوتا بلکہ اس شرف کامل
کے حاصل کرنیکے واسطے علاوہ اپنی عرض و معروض کے مالک و حاکم کے
کلمات و ارشادات کے استماع سے بھی شرفیاب ہونا ضرور چاہیے بلکہ مرتبہ
اشرف اور درجۂ اعلی مکالمہ کا یہی شرف استماع کلمات طیبات حاکم و مالک
ہی اسیواسطے تلاوت قرآن شریف مین بزرگان دین کے نزدیک اعلے درجہ
قرارت کا یہ ٹھہرا ہی کہ قاری اس کلام پاک کو باین تصور و بلحاظ تلاوت کرے
کہ گویا مین خود خداوند تعالے سے کہ اصل متکلم اس کلام پاک کا ہی اس وقت
استماع کلام پاک کر رہا ہون یعنی اصل قرارت خداوند کی طرف سے جانے
اور اپنے تئین سامع محض فرض کرے پس اگر اس طرح کا لحاظ ممکن نہو سکے
تو ادنے درجہ فضیلت قرارت کا یہ ہی کہ اپنے تئین قاری اور اوس مالک
حقیقی کو سامع خیال کرکے پڑھے ہرگاہ اس تمام تمہید کو دریافت کیا تو

اب اسباب کا معلوم کرنا چاہیے کہ واسطے حاصل ہونے شرف خاص استماع
کلام مالک حقیقی کے حالت حضوری نماز مین ضم کرنا سورہ کا ساتھ فاتحہ کے
ضرور چاہیے کسواسطے کہ گو سورۂ فاتحہ بلاشک وشبہ کلام حضرت ملک علام
ہی لیکن اس سورہ کو حق تعالے نے خاص بندون کی زبان سے واسطے
اونکی تعلیم کے ارشاد فرمایا ہی اور سیاق وسباق اس کلام کا خاصکر بطور عرض
والتماس بندون ہی کے آیا ہی پس قرارت سورۂ فاتحہ سے لطف خاص تکلم و
خطاب یا امر وارشاد وجواب مالک کا حاصل نہین ہوتا لہذا ضم کسی دوسرے
سورہ کا ساتھ فاتحۃ الکتاب کے تکمیل صورت مکالمہ اور تحصیل لطف خاص
استماع تکلم مالک کے نظر سے ضرور ہوا اور اگر اسجگہ کوئی شخص یہ اعتراض کرے
کہ سوا سورۂ فاتحہ کے اور بہت سی جگہ کلام حضرت ملک علام قرآن شریف مین
متضمن سوال جواب وعرض ومعروض بندون کے واقع ہی پس اگر ضم سورہ
واسطے حصول لطف سیاق وسباق کلام خاص حضرت ملک علام کے
تجویز کیا گیا ہی تو چاہیے کہ سوا سورۂ فاتحہ جو جو آیات متضمن عرض ومعروض
سوال جواب بندون کے واقع ہین اون آیات خاصہ کا ضم کرنا ساتھ فاتحہ
کے جائز نہو تو جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ جو سر واسطے تجویز ضم سورہ کے
بیان کیا گیا ہی اوس سے یہ لازم نہین آتا کہ آیات متضمن سوال و جواب عرض
ومعروض بندونکا ضم کرنا جائز ہی نہو کسواسطے کہ عدم جواز ایک امر آخر ہی
اوسکے واسطے کوئی وجہ خاص چاہیے باقی رہا یہ امر کہ آیات متضمن عرض و
معروض وسوال وجواب بندون سے لطف خاص سیاق وسباق کلام

حضرت مالک علام کا حاصل نہین ہوتا یہ محض خلاف ہی کس واسطے کہ نقل کلام
محکی عنہ سے لطف سیاق وسباق کلام حاکی کا ہرگز مفقود نہین ہوسکتا
اور سوا سورۂ فاتحہ کے جہان کہین قرآن شریف مین ذکر کلام اور سوال جواب
بندون کا آیا ہی بطور قصہ وحکایت ہی اوسکو مذکور فرمایا ہی پس سیاق وسباق
مجموع اوس بیان کا لطف سیاق وسباق کلام خاص حضرت ملک علام سے
خارج نہین ہوتا نقل مضمون کلام محکی عنہ لطف سیاق وسباق کلام حاکی کو ہرگز
نہین کھوتا البتہ سورۂ فاتحہ صرف سیاق وسباق عرض ومعروض عباد ہی کے
ساتھہ بالاختصاص خاص ہی بیان اسکا بطرز حکایت نہین فرمایا کوئی لفظ اسمین
دال اوپر قصہ اور حکایت کے نہین آیا لیکن کہنا **تکبیرات** کا جابجا درمیان
نماز کے واسطے اعادہ اور استفادہ اوسی فائدہ خاص کے ہی جسکا بیان تکبیر
تحریمہ مین کیا گیا کیونکہ بلحاظ اوس مضمون کا از اول تا آخر نماز مین نہایت ضروریات
سے ہی علی الخصوص ہر رکن کے اول کہہ لینا اللہ اکبر کا اسواسطے ضرور ہی
تا دلالت کرے کہ مقصود تعظیم اداے ہر رکن سے سوا خداوند عالم کے اور
کچھہ نہین ہی لیکن **رکوع** پس اشارہ ہی پشت خم ہونیکی طرف بسبب دیکھنے
کمال عظمت وجلال الٰہی کے علاوہ اسکے چونکہ نماز حالت مواجہہ ہی بیچ حضور
اپنے مالک حقیقی کے اور قرارت فاتحہ ساتھہ انضمام سورہ کے اوس مین
واسطے حصول شرف مکالمہ کے ساتھہ اوس مالک حقیقی کے مقرر کیگئی ہی
لہذا عقیب فاتحہ اور ضم سورہ کے رکوع کرنا گویا واسطے اشعار طرف حصول شرف
مکالمہ خاص کے قرار دیا گیا کسواسطے کہ دستور محکومون اور غلامون کا ایسا

ہوا کرتا ہی کہ وقت عرض و معروض مخفی کے لبطور رکوع مؤدب ہو کر جھکتے ہین
اور یہ اعلی درجہ شرف مکالمہ و مخاطبہ کا واسطے اُنکے ہوتا ہی غرض رکوع
بعد قرارت اشعار ہی طرف حصول اس قسم شرف مکالمہ و مخاطبہ خاص کے
لیکن **قومہ** پس واسطے دلالت استقامت مصلی کے ہی اور بطریق تذلل
وانکسار کے یعنی جھک کر تو تذلل وانکسار کو ظاہر کیا اور پھر سیدھا کھڑے
ہو کر اپنے کمال استقامت کو بھی اور بطریق تذلل وانکسار کے پایۂ ثبوت کو
پونہچا دیا علاوہ اسکے جسطرح **جلسہ** مابین السجدتین واسطے فرق و امتیاز
اور بلحاظ التعدد و اندازہ دونو سجدون کے مقرر کیا گیا اسیطرح قومہ بعد الرکوع
واسطے فرق اور امتیاز درمیان انحناے رکوع اور اوس انحنا کے جو کہ
واسطے سجدے کے کیا جاتا ہی قرار دیا گیا چونکہ تعظیم رکوع علاوہ تعظیم سجدہ
کے تھی اور جھکنا بقدر رکوع کے حرکت سجدہ کے ضمن مین بھی ضرور ہی چاہیے
پس بسبب داخل ہونے قدر انحنای رکوع کے اوس انحنا مین جو کہ سجدہ کے
واسطے کیا جاتا ہی انحناے رکوع کے بعد فاصل لانا قومہ کا مناسب معلوم ہوا
کس واسطے کہ رکوع درحقیقت نصف سجدہ ہی پس ایک ہی حرکت مین ادا
کرنا دونون کا اولی نہین سمجھا گیا اور فاصل لانے قومہ سے درمیان رکوع و سجود
کے پوری حرکت دونو تعظیم کے واسطے مستقل طور سے علیحدہ علیحدہ کرنا بہتر
متصور ہوا لیکن **سمع اللہ لمن حمدہ** کہنا پس واسطے تذکر اور اقرار
صفت سمیع مطلق ہونے خداوند عالم الغیب کے ہی اور وجہ اس تذکر اور اقرار
کی قومہ مین بعد الرکوع یہ ہی کہ انحناے رکوع چونکہ شعر اور حصول شرف مکالمہ

اور مخاطبہ مخفی خاص سے گویا تھا لہذا واسطے دفع وسوسہ اس بات کے کہ جھک کر عرض مخفی کرنا مفید استماع مخاطب اوسوقت ہوا کرتا ہے کہ قریب گوش مخاطب کے کلام مخفی کیا جاے کہنا سمع اللہ لمن حمدہ کا ضرور ہوا اور پر اقرار اس امر کے کہ خداوند عالم الغیب سمیع مطلق اور دانا ے خفیات ہے بیشک جملہ حمد وثنا سے بندۂ نماز گذار کو خواہ وہ حمد وثنا قبیل تسبیح وتہلیل سے ہو خواہ اور قبیل سے اوسنے سنا اور معلوم کیا لیکن **سجدہ** میں مقصود اوس سے کمال اظہار نکسار و تذلل ہے معنی ظاہر تو سجدے کے جھکنے اور سر وپیشانی خاک مذلت پر رگڑنے کے ہین لیکن مراد معنوی کیا ہے اختیار کمال تذلل وانکسار جان ودل کے ساتھ اور جاننا اس بات کا کہ اگرچہ چہرہ وپیشانی عزیز ترین اعضا ہے اور سطح خاک ذلیل تر ہے تمام اشیا سے لیکن رگڑنا اسکا اوسپر اسواسطے مناسب ہے کہ مبدء اول وجود انسانی کا سطح خاک ہی تھا اور آخر مرجع بھی اسکا یہی ہوگا اسی مضمون مبدء ومرجع کے لحاظ کے واسطے دو سجدے پیاپے تجویز کیے گئے پس چاہیے کہ اس خیال سے کبر وغرور کو دفع کرے اور اپنی حقیقت کو پہچانے تاکہ بمقتضاے عزای من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کمال معرفت خداوند اوسکو حاصل ہو اور بھی خداوند محسن حقیقی کے کمال انعام واکرام کو اپنی حقیقت اصلی کے خیال کرنے سے پہچانے اور شرم کرے اوسکے کمال احسانات اور اپنے کمال قصورات سے سجدہ دوم بعد ایک سجدے کے واسطے شکر نعمت عبادت اور حصول کمال سعادت کے بھی ہے اور بھی سجدہ مکرر ابن آدم کا بیچ نماز کے مخالفت وتوہین ہے واسطے شیطان لعین کے

کہ اوسنے ایکبار سجدہ کرنے سے بھی عذر وانکار کیا تھا لیکن **تسبیحات**
رکوع وسجود پس مقصود اونسے اقرار کمال پاکی وبزرگی اوس معبود مطلق
مسجود بحق کا ہے چونکہ حالت رکوع وسجود مخصوص ہے واسطے اظہار کمال تذلل
وانکسار کے لہذا ساتھ اظہار کمال تذلل وانکسار اپنے کے اقرار کمال عظمت
وپاکی خداوند معبود ومسجود کا بھی ضرور ہوا امر تسبیح ساتھ صفت لفظ عظیم کے
سورہ الحاقہ مین آیا ہے اور امر تسبیح ساتھ صفت لفظ اعلی کے سورۂ سبح اسم
ربک مین ارشاد فرمایا ہے پس یہ دونو تسبیحین واسطے امتثال ہر دو فرمان
حضرت ملک منان کے رکوع وسجدے مین داخل کیگئی ہین چونکہ رکوع واسطے
تعظیم کے تھا لہذا جملہ تسبیح اول یعنی تسبیح متضمن لفظ عظیم ساتھ اوسکے خاص
کیا گیا اور چونکہ سجدہ اعلے درجے اداے تعظیم وتکریم اور اظہار تذلل وانکسار
کا تھا لہذا تسبیح متضمن صفت اعلی کو سجدے کے ساتھ اختصاص دیا گیا لیکن
قعدہ پس حکم اسکا مشعر ہے اوپر حصول عزت کے بارگاہ خداوندی سے
یعنی تسلیم وتعظیم اور اور جو کچھ مراتب ادب ادا کیے گئے سب مقبول ہوے
اور اجازت نشست کی حضوری مین حاصل ہوئی لیکن **تشہد** پس مشعر ہے
اوپر حصول شرف مشاہدہ کے گویا معراج المومنین اسیکو کہنا چاہیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو جسوقت مرتبہ قرب معراج مین حاصل ہوا تھا تو بالہام
ربانی آپ نے کلمۂ التحیات للہ والصلوات والطیبات کو عرض کیا تھا اسکے
جواب مین جناب اقدس الٰہی سے ارشاد ہوا تھا السلام علیک ایہا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر آنحضرت نے واسطے شامل کرنے اپنی تمام امت کے

اوس حمت خاصہ مین عرض کیا تھا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
بعد اوسکے فرشتون نے اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمداعبدہ ورسولہ
کہا تھا پس چونکہ مکالمہ آنحضرت کا ساتھ اپنے پروردگار کے اوس حال
کمال قرب مین اسطرح پر واقع ہوا تھا اور غایت مرتبہ قرب اور تمام مومنین کے
واسطے نماز سے زیادہ نہین ہوتا اسیواسطے معراج المومنین صفت صلوۃ
مین آیا ہی لہذا واسطے کمال اتباع آنحضرت کے اور بھی واسطے دریوزہ و
اقتباس کے اون مراتب برکات سے جو کہ قرب خاص مین آن حضرت صلعم
کو حاصل ہوے تھے حکم تکلم وتلفظ ساتھ انھین کلمات اور جملہ ہاے خاصہ
کے کیا گیا لیکن درود پڑھنا پس اول تو پڑھنا درود کا بسبب آنے
ذکر آن حضرت کے واجب ہوا دوسرے یہ کہ پڑھنا اور ختم کرنا درود کا باعث قبولیت
عمل ہوا کرتا ہی لہذا اس نظر سے بھی ضم کرنا درود کا ضرور تھا تیسرے یہ کہ بعد حصول
اون تمام برکتون اور بزرگیون کے جو کہ اداے صلوۃ سے حاصل ہوئی ہین
بنظر تذکر کمال احسان آنحضرت صلعم کے کہ یہ تمام مراتب اور برکات آنحضرت صلعم
ہی کے طفیل سے انسان کو حاصل ہوے بھیجنا درود کا ضروری ٹھہرا چہارم
یہ کہ چونکہ خارج ہونا نماز سے رجوع کرنا ہی مواجہہ خالق سے طرف مواجہہ مخلوق
کے لہذا قبل مواجہہ اور تمام مخلوقات کے رجوع طرف آنحضرت صلعم کے
کرنا اور مشرف آنحضرت صلعم کے فیوض خاص سے ہونا مناسب ہوا کیونکہ
ذات فیض آیات آنحضرت صلعم کی واسطہ ہی درمیان خالق اور مخلوق کے اور
سب سے پہلے رجوع وتوجہ آنحضرت صلعم کی طرف چاہیے لیکن دعا کرنا

بعد درود کے واسطے اپنے اور والدین اپنے کے اور اور ذوی الحقوق
اور مومنین اور مومنات کے پس وجہ اسکی اول یہ ہے کہ وقت باریابی حضور
بادشاہ مین بعد ادا ے جملہ مدارج تعظیم و تکریم اور مدح و ثنا اور داب و آداب
معینہ ضروری اور عرض و اظہار کمال ضراعت اور افتقار اور عجز و انکسار کے
التماس و گزارش مقاصد و حاجات ضروریہ کا بھی موقع ہوا کرتا ہے پس چاہیے کہ
ایسے موقع خاص باریابی مین مشرف و کامیاب ہو کر صرف خود مطلبی ہی پر
کمر نہ باندھے بلکہ اور تمام بھائیون اور ہمجنسون اور ذوی الحقوق کو بھی وہان
ضرور یاد رکھے اور بادشاہ باذل و رحیم کو متوجہ طرف اپنے یاران کے واسطے
آمادہ سفارش ہو دوم یہ کہ دستور درباروں کا ایسا ہوا کرتا ہے کہ حضور کے لوگ
باہمدیگر حفظ الغیب اور اعانت ایک دوسرے کی کیا کرتے ہین اور یہ اعانت
اور تائید حفظ الغیب باہمدیگر کے بنظر حشمت اعانت ایک دوسرے سے ہے
برابر ملحوظ رہا کرتی ہے لہذا دعا کرنا اتمام صلوۃ پر جملہ مومنین و مومنات کا واسطے
ایک دوسرے کے گویا اسی آئین درباری کی رو سے مقرر کیا گیا ہے تا جملہ
ارباب حقوق اور ابناے جنس وقت اپنی اپنی حضوری اور باریابی خاصہ
کے تائید و سفارش ایکدوسرے کی برابر کرتے رہین اور اسطرح پر سفارش کرنا
ہر ہر واحد کا جدا جدا موجب مزید تائید ہو واسطے ایک دوسرے کے اور بھی
باعث ازدیاد محبت کا درمیان مسلمانون کے برابر ہوتا رہے سوم یہ کہ روز معراج
وقت حضوری خاص مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے السلام علینا و علی
عباد اللہ الصالحین فرمایا بندگان بنی نوع کو اوس وقت بھی دل سے نہین بھلایا

لہذا یاد رکھنا ابنا ے نوع کا اور طلب وتحصیل افضال و مراحم اور مطالب و
مرادات خاصہ بین اپنے ساتھہ شریک کرنا اونکا طریق سنت سنیہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھہرا اور بضرورت اتباع آن حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے ہم سب امتیون کو بھی ادا کرنا اوسکا مناسب ہوا چہارم یہ کہ عبادت
نماز عمدہ حقوق خالق و مالک حقیقی سے ہی لہذا وقت اتمام اس عمل کے استدعاے
اداے حقوق مخلوق بھی اوسی منعم و دستگیر حقیقی سے کرنا مناسب ہی کس واسطے
کہ بعض حقوق مخلوق حقوق خالق سے بھی زیادہ تر اشد اور باعث ابتلا اور
خرابی بندہ زیادہ از حد ہوا کرتے ہین اور واسطے ادا اون حقوق کے علی الخصوص
مے ہوے ذوی الحقوق کے حق مین دعاے مغفرت سے بڑھکر کوئی
عمل مفید اور مناسب تر نہین ہوتا لیکن **سلام** کے ساتھہ خارج ہونا
نماز سے پس وجہ اسکی یہ ہی کہ نماز مواجہہ اور حضوری خاص ہی پس خروج اوس سے
اور رجوع طرف مخلوق کے ساتھہ لفظ سلام کے چاہیے اور اسمین اشعار ہی
اس بات کی طرف کہ حضوری نماز وقت کمال محویت کا اور قطع تعلق کا ہی
اس عالم سے پس خارج ہونا نماز سے اور رجوع کرنا طرف ماسوا کے گویا از سر نو
داخل ہونا ہی اس عالم مین لہذا ابتداے رجوع و مواجہہ ساتھہ بدایت سلام
کے چاہیے **فائدہ** نماز اکمل و اشمل جملہ انواع عبادات انسان ہی بلکہ شامل
کامل ہی اور سائر انواع عبادات دیگر جملہ انواع مخلوقات کے لیکن اکمل و
اشمل جملہ انواع عبادات انسان ہونا اسکا یہ ہی کہ جملہ طرق عبادات شرعی کو
اسمین جمع کیا گیا ہی طہارت استقبال قبلہ ذکر تسبیح تہلیل درود دعا یہ سب

اعمال و افعال نماز مین بالبداہہ داخل و شامل ہین بلکہ صوم و صلوۃ حج و زکوۃ
و جہاد بھی اس عبادت سراپا سعادت مین بالیقین داخل ہین بیان اوسکا
یہ کہ روزہ کیا چیز ہی روکنا نفس کا کھانے اور پینے اور مباشرت کرنے سے
سو نماز مین نہ کھانا ہی نہ پینا بلکہ نماز مین تو روزے سے بھی زیادہ حکم امساک کا
کیا گیا ہی کیونکہ روزے مین سونا اور بات کرنا اور سوا کھانے پینے مفطرات
صوم کے اور تمام حرکات و سکنات اور امور جائز کا کرنا مرخص ہوتا ہی اور نماز
مین ان تمام امور سے ایک بھی جائز نہین بلکہ حفاظت کرنا آنکھہ کا التفات سے طرف
غیر کے اور زبان کا سوائے ذکر ایزدی اور تلاوت قرآن مجید سے اور پانون
کا چلنے سے اور ہاتھہ کا داد و ستد سے لازم ہی یہان تک کہ دل کو خطرات
سے روکنا چاہیے اور علی ہذا القیاس حج عبارت ہی جن چیزون سے وہ سب
چیزین بھی گویا نماز مین داخل و موجود ہین یعنی تحریمہ اسکا بمنزلہ احرام کے ہی
کسواسطے کہ احرام و تحریمہ دونون سے اشتغال اور استعمال اکثر مباحات کا
ناروا ہوجایا کرتا ہی اور استقبال قبلہ جسکے خیال سے شخص مستقبل گویا مواجہہ
بیت معظم کا حاصل کیا کرتا ہی بحکم طواف کعبہ مشرفہ کے ہوتا ہی اور قیام بجاے
وقوف عرفات کے ہی اور رکوع و سجود وغیرہ حرکات مثل سعی صفا و مروہ کے
اور بھی زکوۃ اسواسطے داخل نماز ہی کہ سامان ستر عورت یا اہتمام طہارت کے
واسطے جو کچھہ صرف ہوا کرتا ہی وہ سب صرف صرف واسطے رضامندی
حضرت حق کے مثل صرف زکوۃ کے ہی اور وقت نماز اپنے نقد اوقات
کو واسطے بجا آوری حکم خدا کے صرف کرنا یہ بھی گویا صرف للہ مین داخل ہی

اور بھی جسطرح زکوۃ مین چند درہم کسی فقیر کو دینے سے آسایش دنیوی اسکو
حاصل ہوتی ہی اسیطرح دعا کرنا بیچ نماز کے جملہ مومنین و مومنات کیواسطے
باعث اونکی آسایش اخروی کا ہوا کرتا ہی اور جہاد اسواسطے داخل نماز ہی
کہ وضو کرنا مثل زرہ پہننے کے ہی واسطے محافظت کے وساوس شیاطین
سے اور اجتماع بیچ منا کی اور رمی جمرات اور امام کا مثل سردار لشکر اور
مقتدیون کا مثل لشکر پیچھے امام کے صف باندھے ہوے قدم مضبوط
کیے ہوے کھڑا ہونا یہ سب امور و افعال مناسبات جہاد سے ہین جہاد
مین لڑائی کفار کے ساتھ ہوتی ہی اور یہان لڑائی نفس کافر کے ساتھ
ہی جہاد مین مظفر و منصور ہونے سے مال غنیمت ملتا ہی اور یہان جسوقت
امام بعد اتمام سلام پھیرتا ہی تو دولت افضال حضرت ذو الجلال سبکو
تقسیم ہوتی ہی پس اگر مومن نماز ساتھ راستی اور درستی کے بجالایا تو گویا
بحالت عدم استطاعت بھی ادائے حج و زکوۃ اوسنے کیا اور باوصف عدم
قدرت و طاقت بھی روزہ رکھا اور بلا صرف قوت و شجاعت بھی گویا جہاد
کیا یہانتک تو بیان عبادت نماز کے شامل جملہ انواع عبادات نوع
انسانی ہونے کا کیا گیا اب شامل دیگر سائر انواع عبادات جملہ انواع
مخلوقات ہونے کا بیان بھی سن لینا چاہیے - واضح ہو کہ قعود یعنی بیٹھنا
عبادت ہی جمادات کی اور قیام عبادت ہی نباتات کی اور رکوع عبادت
ہی چرندہ حیوانات کی اور سجود عبادت ہی حشرات الارض کی اور ذکر عبادت
ہی انواع طیور کی اور مشاہدہ مین مستغرق ہونا عبادت ہی فرشتون کی

سوال سب عبادات انواع مخلوقات کی صورت بلکہ حقیقت نماز مین داخل ہی پس محل غور ہی کہ حق سبحانہ و تعالے لے نے کیسا احسان عظیم بطفیل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت مرحومہ پر کیا ہی اور کیسی عبادت جامع جملہ اقسام عبادات کے ساتھہ شرف کمال تمام مخلوقات پر اسکو دیا ہی افسوس ہزار افسوس کہ ایسی نعمت عظمےٰ اور دولت بے انتہا کی اصلا ہم قدر نہین کرتے اور ترک نماز سے یا محض بے پروائی کے ساتھہ اوسکے ادا کرنے سے کچھہ ذرا بھی نہین ڈرتے درحقیقت مثال ہماری مثل اوس کور مادرزاد کے ہی جسکو تمام عمر مین کبھی اتفاق دودہ یا شیر برنج چکھنے کا نہین ہوا تھا اور کسی شخص نے کھیر کھلانے کا وعدہ اوس سے کیا اسنے پوچھا کھیر کیا چیز ہی اوسنے کہا کہ دودہ کی ہوتی ہی اسنے کہا دودہ کیسا ہوتا ہی اوسنے کہا سفید ہوتا ہی اسنے کہا سفید کیسا ہوتا ہی اوسنے کہا جس طرح بگلا اسنے کہا بگلا کیسا ہوتا ہی اوسنے بگلے کے منہ اور گردن کیطرح ہاتھہ کی قطع بنا کر اوسکے سامنے کیا اور کہا کہ اس قطع کا ہوتا ہی اندھے نے اپنا ہاتھہ اوسپر پھیر کر کہا کہ یہ تو ٹیڑہی ٹیڑھی کھیر ہی میرا حلق ہی پھاڑ ڈالیگی پس اسیطرح ہم بھی اپنی کور باطنی کے سبب سے نماز کے حسن و خوبی کو اصلا نہین سمجھتے گو کتنا ہی حضرت شارع نے سمجھایا اور بزرگان دین نے سبق تعلیم برابر ہمکو پڑھایا مگر ہم کھیر کو سوا ٹیڑھی کھیر کے کچھہ نہ سمجھے اور اصلا حسن و خوبی سے اس نعمت عظمیٰ کی واقف نہوے

فائدہ نہایت شکر کا مقام ہی کہ خداوند ارحم الراحمین نے آیۂ کریمہ فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون مین بجاے عن کے لفظ فی نہین فرمایا کہ اگر حرف فی کے ساتھہ یہ آیت نازل

ہوتی تو یہ معنی ہوتے کہ خرابی ہی اون نمازیون کی جو اپنی نماز کے اندر غفلت کرتے ہین یعنی حضور قلب سے اداے نماز نہین کرتے پس اگر خداوند عالم اس طرح ارشاد فرماتا تو اوسوقت کیسا اشکال ہوتا اور صرف نماز صورت نقلی محض کا پڑھنا ہمارا خود ہمارے واسطے کس درجہ اکیڈ بال ہوتا لیکن خداوند ارحم الراحمین نے اس نقل محض کے ادا کرنے مین بھی امید بہبود ہمارے واسطے رکھی ہی بشرطیکہ اس نماز صورت محض کو ساتھ نگہداشت شرائط ظاہری کے اچھی طرح ادا کرین اور ریا وغیرہ کو اسمین دخل نہ دین باقی رہا اصل فائدہ نماز کا اور حاصل ہونا اوسکے منافع خاصہ اور برکات عظمے کا وہ موقوف ہوتا ہی اوپر اس بات کے کہ جس طرح جسم ظاہر بندہ متوجہ طرف خداوند کے ہوتا ہی اور صورت تذلل و انقیاد کو ظاہر کرتا ہی اوسیطرح دل بھی اوسکا متوجہ اور مطیع و منقاد ہوجاے اور سوا اطاعت و انقیاد اور طلب رضاے خداوند معبود حقیقی کے دوسرے کسی مقصود کو ہرگز خیال مین نہ لاے فرمایا ہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین قبول فرماتا ہی اللہ تعالے نماز بندے کی جب تک کہ نہ شامل ہووے بیچ نماز کے دل اوسکا جیسا شامل ہوتا ہی بدن اوسکا اور کبھی آدمی ہمیشہ نماز پڑھتا ہی اور نہین لکھا جاتا ہی دسوان حصہ اوسکا جسوقت کہ غافل ہوتا ہی دل اوسکا اور منقول ہی بعض روایات سے کہ بندہ جسوقت واسطے نماز کے کھڑا ہوتا ہی تو روبرو رحمان کے ہوتا ہی اور جب وہ کسیطرف التفات کرتا ہی تو حق تعالے فرماتا ہی کہ کسکی طرف متوجہ ہوتا ہی تو اے ابن آدم کیا کوئی مجھسے بہتر ہی کہ تو میری طرف متوجہ نہوا نماز پڑھ ایسی نماز

کہ دور کرے ہوا اور خواہش تیری کو یعنے ماسوے اللہ کو دل سے بھلاوے
درحقیقت قابل قبول حضرت علام الغیوب وہی نماز ہی جو کہ توافق ظاہر و باطن
کے ساتھ ادا کیجاوے رہی نماز ظاہری محض ترتب اصل فوائد عظلے اور منافع
خاصۂ کبرے کا تو اوسپر معلوم لیکن اگر وفور مراحم خداوندی سے واسطے سقوط
فرضیت اور رفع جریمۂ عظیمہ ترک صلوۃ کے بھی یہ ہماری نماز صورت ظاہری
محض کفایت کرے تو بہت غنیمت ہی بلکہ فوز عظیم اسکو سمجھنا چاہیے +

فائدہ سورۂ معارج مین اللہ تعالے نے آٹھ فرقون کا ذکر فرماکر
خبر اونکی بلفظ اولئک فی جنات مکرمون ارشاد فرمائی ہی یعنی یہ آٹھون گروہ بہشت
مین بہ تفاوت درجات بحسب مراتب اعمال اپنے کے تعظیم و تکریم کے ساتھ
عیش و عشرت مین رہینگے پس ان سب فرقون مین تعریف نمازیون کی نظر
بمزید تاکید دو بار ارشاد فرمائی ہی اور سر دفتر آٹھون گروہ کا گویا انھین کو مقرر کیا
ہی پہلی آیت توصیف نمازگذارون کی یہ ہی الذین ہم علے صلوتہم دائمون
یعنی وہ نمازگذار جو کہ اپنی نماز پر مداومت کرتے ہین مفسرین مداومت کے
معنی کے بیان مین بہت کچھ لکھتے ہین مگر مختصر بیان مداومت کا مناسب
اس مقام کے یہ ہی کہ مراد مداومت سے ہمیشہ بجالانا ادر قضا نکرنا نماز کا ہی علاوہ
اسکے نماز کے وقت سے پہلے تیاری کرنا یعنی وضو اور ستر عورت اور پاکی لباس
کا انتظام اور بھی تلاش سمت قبلہ اور جاے پاک یا سجادہ نماز کا اہتمام
پہلے سے ملحوظ رکھنا تاکہ نماز کا وقت آجانے پر تلاش و اہتمام مین ان امور کے
وقت نماز کا تنگ اور مکروہ نہو جاے یہ بھی حکم مداومت ہی مین ہی اور

بھی حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ نماز کے لیے انتظار کرنا حکم نماز مین ہوتا ہی
یعنے جسقدر زمانہ انتظار نماز مین گذرتا ہی اوسکا ثواب بھی ثواب ادا سے
نماز ہی مین محسوب ہی پس صورت مداومت اشتغال نماز کی ان سب وجوہ سے
بھی ثابت ہوئی والا آدمی کے مقدور سے نہایت دور ہی کہ مدام یعنی ہر لحظہ و
ہر آن نماز ہی مین مشغول رہے دوسری آیت توصیف نماز گذارون کی . ہی
والذین ہم علے صلاتہم یحافظون یعنے وہ لوگ جو اپنی نماز پر محافظت کرتے
ہین محافظت سے غرض یہ معلوم ہوتی ہی کہ نماز کے شرائط و آداب اور فرائض
وواجبات وسنن ومستحبات کو خیال رکھے اور بجالائے اور بھی رعایت اون
امور کی کہ جنسے تکمیل نماز کی ہوتی ہی اور بھی استحقاق اوسکے ثواب کامل
حاصل ہونے کا ہوتا ہی بخوبی کرے تصریح جملہ شرائط و لوازم صلوۃ کی کتب فقہ
مین موجود ہی بعد تحقیق حقیق کتب فقہ سے جملہ جزئیات صلوۃ پر بخوبی تمانتر
نظر رکھنا چاہیے کہ داخل ہونا بیچ زمرہ محافظان صلوۃ کے بدون اسکے
ممکن نہین ہی مثلاً تعدیل ارکان یعنے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا جملہ ارکان کا لازم ہی
پس لحاظ رکھنا اسکا ہر ایک مصلی کو ضرور چاہیے اکثر آدمی نماز مین ایسی جلدی
کرتے ہین کہ رکوع اور سجود اچھی طرح نہین ادا ہوتے اور رکوع کے بعد
سیدھا کھڑے ہو کر نہین ٹھہرتے اور دونون سجدون کے درمیان مین
اچھی طرح نہین بیٹھ لیتے ایسے جلد جلد سجدے کیا کرتے ہین کہ گویا دانہ
ٹھرک کوٹتے ہین سو ایسی نماز کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
نے پھر دوبارہ پڑھوایا ہی ایک شخص نے روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ے کے نماز پڑھی اور اوسمین تعدیل ارکان نہین کی بعد فراغ نماز حضرت نے
اوس سے فرمایا قم فصل فانک لم تصل یعنے تو نماز پھر پڑھ اس واسطے
کہ تحقیق تو نے نماز ادا نہین کی اوس شخص نے پھر اوسیطرح نماز پڑھی حضرت نے
پھر وہی حکم اعادۂ نماز کا فرمایا اسیطرح تین بار اوسنے نماز پڑھی ہر دفع نماز کے بعد
آپ نے یہی فرمایا کہ تو نماز پھر پڑھ کیونکہ تحقیق تو نے نماز نہین پڑھی ہی چوتھی دفعہ
اوس شخص نے عرض کیا کہ آپ مجکو ہدایت فرمائیے کہ کس طرح نماز پڑھون فرمایا
کہ جس وقت تو رکوع کرتا ہی اوس وقت خوب اطمینان سے ٹھہر اور جس وقت
رکوع سے سر اوٹھاتا ہی اوس وقت خوب طرح سیدھا ہوکر اطمینان سے کھڑا ہو
پھر جبکہ سجدہ کرتا ہی تو سجدے مین بھی خوب اطمینان کے ساتھ ٹھہر اور جب
سجدے سے سر اوٹھاتا ہی تو دونون سجدے کے درمیان مین خوب اطمینان
کے ساتھ بیٹھ اور دوسرے سجدے مین بھی اطمینان کے ساتھ ٹھہر درمختار
مین تعدیل ارکان اور قومہ اور جلسہ سبکو واجب لکھا ہی پس واجب کے
ترک ہونے سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہی یعنے دوہرانا اوسکا واجب ہوتا ہی
اور روایت کی بخاری اور مسلم نے کہ فرمایا ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
اقیموا الرکوع والسجود فواللہ انی لاراکم من بعدی یعنے سیدھا کرو رکوع اور سجود
کو یعنی ٹھہر ٹھہر کر راستی اور درستی کے ساتھ ادا کرو جلدی نکرو پس قسم ہی اللہ
کی تحقیق مین دیکھتا ہون پیچھے سے یعنے از راہ معجزے کے اور بھی روایت
ہی بخاری اور مسلم سے کہ تھا رکوع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سجود اونکا اور
بیٹھنا اونکا دونون سجدون کے درمیان مین اور جس وقت کہ سیدھے

ہوتے تھے رکوع کے بعد برابر یعنی توقف فرمانا آپ کا ان چارون چیزون
مین قریب برابر کے تھا یعنے قیام کہ اوسمین قراءت کرتے ہین دراز ہوتا
تھا اور کبھی قعود کہ اوسمین التحیات پڑھتے ہین دراز ہوتا تھا اور باقی ارکان
رکوع اور قومہ اور سجدہ اور جلسہ مرتبہ مساوات مین یعنے اندازے مقدار
زمان قریب برابر کے ہوتے تھے اور قیام و قعود مین زیادہ دیر تک رہنا
آپ کا نفل نماز مین ہوتا تھا نہ جماعت مین شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے کہ تعدیل
ارکان یعنے ہر رکن نماز مین آتنا ٹھہرنا کہ سب اعضا اپنے اپنے ٹھکانے مین
آجاوین فرض ہے نزدیک امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اور واجب ہے
نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے اور دوسری روایتون
مین آیا ہے کہ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرنے سے مثل
ٹھونگ مارنے جانور کے اور بچھانے ہاتھ سے درندے کی طرح اور یہ کہ جگہ
مقرر کر رکھے آدمی مسجد مین جیسا کہ مقرر کر رکھتا ہے اونٹ ٹھونگ مارنا جانور
کی طرح یعنے سجدے سے سر جلد اوٹھا لینا جسطرح جانور دانہ اوٹھانے
کے وقت جلدی سے چونچ زمین پر مار کر اوٹھا لیتا ہے اور بچھانا ہاتھ کا درندے
کی طرح یعنے سجدے کے وقت پہونچے ہاتھ کے زمین پر بچھانا جسطرح درندے
جانور ہاتھ بچھا کر بیٹھتے ہین مثل کتے بھیڑیے وغیرہ کے بلکہ سجدے کے وقت
کہنیان اور پہونچے زمین سے جدا اور اونچے رہنا چاہیین اور یہ کہ جگہ خاص
مقرر کر رکھے مسجد مین نماز کے لیے اور سوا اپنے اور کسیکو وہان نہ بیٹھنے دے
جس طرح اونٹ اپنی جگہ مقرری کے سوا اور کہین نہین بیٹھتا ہمارے علما کے

نزدیک یہ بات مکروہ ہی کہ نماز کے واسطے ایک جگہ خاص مقرر کرے اور
روایت کی ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے کہ
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یجزئ صلوۃ الرجل حتی یقیم ظہرہ فی الرکوع
والسجود یعنی نہین کفایت کرتی اور نہین قبول ہوتی نماز آدمی کی یہان تک
کہ سیدھی کرے پیٹھ اپنی رکوع اور سجدے مین اور فرمایا کہ نہین دیکھتا
اللہ جلشانہ بنظر رحمت طرف نماز اوس بندے کے کہ نہین سیدھی کرتا
اوسمین پیٹھ اپنی وقت رکوع کے اور سجدے کے سو بڑی نادانی کی بات ہی
کہ آدمی وضو کرے اور محنت اور صرف اوقات کرے اور ذراسی غفلت اور
کاہلی سے نماز ایسی پڑھے کہ پڑھنا نہ پڑھنا اوسکا برابر ہو علی ہذا القیاس بعض
اشخاص کا یہ دستور ہی کہ قیام مین جو سورت پڑھی گئی اوسکا لفظ اخیر رکوع مین
جاکر تمام کرتے ہین اور بعد اتمام رکوع کے یعنی دونون سجدون کے بعد قیام
کے واسطے جب اوٹھنے لگتے ہین تو سورہ فاتحہ کا پڑھنا اوسیوقت سے
شروع کر دیتے ہین یہ امور سرقہ نماز مین داخل ہین امام مالک اور امام احمد نے
روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسوء الناس سرقۃ
الذی یسرق من صلوتہ یعنی بہت برا آدمیون کا چوری مین وہ آدمی ہی جو اپنی
نمازمین سے چرا لے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز مین چوری کرنا
کیا آپ نے فرمایا کہ نماز کی چوری یہ ہی کہ رکوع و سجود کو پورا نکرے یعنی رکوع
اور سجود اچھی طرح سے ادا نکرے اور رکوع کے بعد اچھی طرح سے کھڑا نہو اور
سجدون کے درمیان مین اوٹھکر اچھی طرح نہ بیٹھے واضح ہو کہ ہر نماز کا

مال کے چور سے اسلیے برا ہی کہ مال کا چورانے والا دنیا مین تو اوس سے
فائدہ اوٹھاتا ہی باقی رہا معاملۂ عقبے کے واسطے کبھی بخشوا بھی لیتا ہی یا
ہاتھ اوسکے کاٹے جاتے ہین پس نجات پاتا ہی عذاب آخرت سے بخلاف
نماز کے چور کے کہ وہ چوراتا ہی حق نفس اپنے کا ثواب سے اور عوض مین
اوسکے لیتا ہی عذاب کو اور سوا عذاب کے اور کچھہ ہاتھہ نہین لگتا خداوند تعالے
تمام نمازیون کو پوری نماز ادا کرنے کی توفیق دے اور عذاب دزدی نماز سے
بچائے **فائدہ** نمازی کو لازم ہی کہ قیام مین نظر اپنی سجدے کی جگہ پر
رکھے مگر حرم مکۂ معظمہ مین خانۂ کعبہ کیطرف نظر کرنا چاہیے نقل کرتے ہین کہ جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے وقت پیشتر آسمان کیطرف نظر
کرکے نماز ادا کیا کرتے تھے جب آیۂ قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوتہم
خاشعون نازل ہوئی تو آپ نے موضع سجدہ مین نظر فرمانا شروع کیا پھر جب
رکوع کرے تو نظر پشت پا پر رکھے اور دونون زانوؤن کو مضبوط پکڑے
کہ اونگلیان ہاتھہ کی ایک دوسرے سے ملی ہوئی نہین اور حدیث شریف
مین آیا ہی اعطوا کل سورۃ حقہا من الرکوع والسجود یعنی بلحاظ قدر طول قیام و قرات
نماز کے رکوع اور سجود مین طول کرنا چاہیے اور قرات مین ترتیل چاہیے
یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اسقدر تو ہو کہ حرف حرف جدا سمجھا جاوے اور رکوع
اور سجدے مین ادنی درجہ اتنا ٹھہرنا تو ضرور ہی چاہیے کہ سب اعضا اپنے
ٹھکانے پر آجاوین ان سب امور پر لحاظ کرنا مقتضیات متعلقات صلوۃ سے
ہی بعض اشخاص قرات مین ایسی جلدی کیا کرتے ہین کہ ہرگز عقل مین نہین آتا

کہ فاتحہ اور سورے کو انھون نے پورا پڑھا ہوگا ایسی جلدی ہرگز جائز نہین ہی اور واضح
ہو کہ اقل سب ضم و قرارت سورہ کا بعد سورۂ فاتحہ کے یہ ہی کہ ایک چھوٹی سورہ مثل

سورۂ کوثر کے یا تین آیتین چھوٹی جیسا کہ ثم نظر ۵ ثم عبس و بسر ۵ ثم ادبر و استکبر ۵
یا ایک آیت بڑی بقدر تین آیت چھوٹی کے پڑھے اور بھی مخفی نرہے کہ جو امور مفسدات
و مکروہات نماز ہین اون سب امور سے نماز مین احتیاط رکھنا ضرور چاہیے چونکہ اکثر عوام
لحاظ مفسدات و مکروہات سے بچنے کا کمتر رکھا کرتے ہین بلکہ تفصیل مفسدات و مکروہات
سے بخوبی واقف بھی نہین ہوتے لہذا بیان کر دینا مفسدات و مکروہات
نماز کا اسجگہ پر مناسب سمجھا گیا **بیان مفسدات صلوۃ** کھانا پینا کلام کرنا اگرچہ سہو
سے ہو سلام کرنا کسی پر قصداً جواب سلام دینا قصداً ہو خواہ سہواً آہ اف وغیرہ الفاظ
غم و الم کسی مصیبت کے سبب سے منہ سے نکالنا اگرچہ ساتھ آواز کے کسی مصیبت پر یعنی سوا
خیال بہشت و دوزخ اور خیال خوف خدا کے کرنا قرآن شریف دیکھکر
قرارت کرنا بغیر عذر کے کھانسنا جواب چھینک کا ساتھ الحمد للہ کے اور
جواب کسی مصیبت کا یا امر خوشی یا امر تعجب کا ساتھ انا للہ اور الحمد للہ کے
اور سبحان اللہ کے دینا سوا امام کے اور کسیکو سہو قرارت بتلانا محل تحسین
سجدہ کرنا قہقہہ بالغ یعنی ایسا زور سے ہنسنا مصلی بالغ کا کہ دوسرا شخص آواز
اوسکی سن لے مفسد نماز اور وضو دونون کا ہی اور جو چیز آدمیون سے طلب
کر سکتا ہی خداوند تعالی سے نماز مین طلب کرنا عمل کثیر کرنا عمل کثیر اوسکو کہتے ہین جسمین دونون ہاتھونکو
دخل ہو یا خود مصلی اوس عمل کو عمل منافی صلوۃ جانے **بیان مکروہات صلوۃ** سدل ثوب
یعنی سر پر یا کندھون پر چادر وغیرہ ڈالکر دو کونے اوسکے یمین و یسار کیطرف لٹکائے رکھنا منہ

چھپا کر نماز پڑھنا گردن پھیر کر ادھر اودھر دیکھنا مرد کا بالون لپیٹ کر جوڑہ وغیرہ باندھکر نماز پڑھنا اونگلیان چٹخانا بدن خواہ کپڑے کے ساتھ بازی کرنا کپڑیکا نماز مین درست کرنا یا گرد وغبار کے سبب سے سمیٹنا کمر پر ہاتھ رکھنا سجدہ مین دونون بازو بچھانا آسمان پر نظر کرنا خاک دور کرنے کے واسطے نماز مین پیشانی کا زمین پیملنا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا آیتون کا نماز مین شمار کرنا برہنہ سر بسبب سستی اور کاہلی کے نہ بسبب تذلل اور عاجزی کے نماز پڑھنا جو کپڑے کہ رات دن گھر مین پہنا کرتا ہے اور اور مقامات پر اون کپڑون کو پہن کر بسبب اونکی برائی اور حقارت کے نہین جاتا اون کپڑون مین نماز پڑھنا دونون سرین پر کتے کی طرح بیٹھنا اور دونون زانو کو کھڑا کرنا چار زانو بیعذر بیٹھنا دونون ہاتھون کو کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا بسبب سستی کے منہ کھولکر جماہی لینا پیشانی کی گرد یا پسینے کا پوچھنا منہ خواہ ہاتھ مین کوئی دبا کر رکھنا ضحک یعنی آہستہ ہنسنا کہ دوسرا شخص آواز نہ سنے کنکریون کا ہٹانا مگر بضرورت ایکبار سجدے کے واسطے جائز ہے وقت نماز پڑھنے کے تصویر کا سر پر یا آگے یا برابر ہونا تصویردار کپڑا پہنکر نماز پڑھنا کھڑا ہونا امام کا تنہا محراب مسجد مین یا کھڑا ہونا امام کا بالاے دکان اور کھڑا ہونا قوم کا نیچے یا بالعکس اسکے کھڑا ہونا مصلی کا صف کے پیچھے باوجود باقی رہنے جگہ کے صف کے اندر یا باقی رہتے فرجے کے درمیان نمازیون صف پیشین کے پس جہان تک ہوسکے ان تمام مفسدات ومکروہات سے احتیاط رکھنا چاہیے کہ بمقتضا حکم محافظت صلوٰۃ کا یہی ہے تا نماز ناقص ہونے نپاوے السعی منا والاتمام من اللہ تعالے

بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ مراد محافظت نماز سے کیا ہی وقت پر پڑھنا اوسکا اور رعایت کرنا اوسکے تمام احکام فرائض وواجبات سنن ومستحبات کا اورا اسکا بہت بڑا درجہ ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہی جو شخص محافظت کرتا ہی پنج ادا وقتیہ نمازون کے اونکے وقت پر اور مداومت کرتا ہی اوپر اللہ جلشانہ اوسکو نو قسم کی بزرگیان عنایت فرماتا ہی اول یہ کہ دوست رکھتا ہی اوسکو اللہ تعالے دویم رہتا ہی جسم اوسکا صحیح یعنے موجب تندرستی کا واسطے اوسکے ہوتا ہی سویم محافظت کرتے ہین اوسکی ملائکہ چہارم نازل ہوتی ہی اوسکے گھر مین برکت پنجم ظاہر ہوتی ہی اوسکے چہرے پر علامت صالحین کی ششم نرم کردیتا ہی حق سبحانہ اوسکے دل کو ہفتم گذرے گا وہ شخص پل صراط پر چمکتی بجلی کیطرح ہشتم نجات دیگا اللہ جلشانہ اوسکو آتش دوزخ سے نہم جگہ دیگا اوسکو ہمسایہ مین اون لوگون کے کہ نہین ہی خوف اونپر اور نہوینگے کبھی غمگین

فائدہ اٹھارہوین پارے کے شروع مین حقتعالے جلشانہ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہی قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون یعنے مراد کو پہنچے وہ اہل ایمان جو کہ اپنی نمازمین خشوع کرتے ہین یعنے دنیا مین رنج وغم سے محفوظ معاش اور گذران مین خوش عاقبت مین امید نجات آتش دوزخ سے کیونکہ جسکے دل مین اللہ رب العالمین کا ڈر کما حقہ جگہ پکڑے وہ سوا اس فکر کے اور تمام افکار دنیاے نابکار سے یکسو ضرور ہووے گا اور ادہر اودھر کے خیالات کو چھوڑکر بالضرور نماز کامل بتہ دل ادا کرے گا اور بسبب مقبولیت نماز کے اللہ رب العالمین یہ سب نعمتین اوسکو عطا فرماے گا

علاوہ اسکے یکسو ہونا افکار دنی ودنیوی سے یہی بہت بڑی فلاحیت دارین کی ہی
اور بھی مخفی نرہے کہ بعض محققین نے فرمایا ہی کہ نماز مین اول اپنے سے بیزار ہونا
چاہیے پس طالب وصل قرب یار مین جبھی پہونچ سکتا ہی کہ اپنی خودی سے درگذر
کرے ؎ یار بیزار ست از تو تا توئی * اول از خود خویش را بیزار کن * گر ز تو
یک ذرہ باقی ماندہ است * خرقہ و تسبیح را زنار کن * خوش بترک ہر دو عالم گیر و رو *
ذرہ مندیش چون عطار کن * لیکن اس مرتبہ کو پہونچنا بہت مشکل ہی اور اصل
مرتبہ حقیقت خشوع کا یہی ہی یہ مرتبہ اعلی سوا حضرات اولیا اور مقربان خاص خدا کے
اور کسیکو کب حاصل ہوسکتا ہی ہم اہل ظواہر گرفتار قیود افکار دنیاے دنی کو اتنا بھی غنیمت
ہی کہ آنکھ کو ادہر ادہر التفات سے بچائین اور بجاے توجہ طرف خداوند جل و علے
کے اور بیہودہ خیالات اور اندیشہ ہاے ماسوا کو تا حد مقدور اپنے دل مین نہ لائین
اور قیام و قعود و رکوع و سجود وغیرہ کو بظاہر تو پوری طرح سے ادا کرین اور حضور قلب
کے واسطے جہان تک ہوسکے برابر کوشش کرتے رہین باقی رہا اصل مرتبہ
خشوع و خضوع اوسکی حقیقت سے تو سوا حضرات اولیا کے اور اہل ظواہر کو
معرفت و شناسائی تک حاصل نہین ہی حضرت حاتم اصم سے کسی نے اونکی
نماز کا حال دریافت کیا فرمایا کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہی تو مین وضوی کامل کرکے
اوس جگہ آتا ہون جہان نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہی وہان اگر بیٹھتا ہون یہانتک
کہ میرے اعضا سب مطمئن ہوجاوین پھر مین نماز کے واسطے کھڑا ہوتا ہون
کعبے کو اپنے ابرو کے سامنے اور پل صراط کو اپنے قدم کے تلے اور جنت
کو دہنی طرف اور دوزخ کو بائین طرف اور ملک الموت کو پشت کے پیچھے

کرتا ہون اور اس نماز کو سب سے پچھلی نماز جانتا ہون پھر خوف و رجا کے ساتھ
کھڑا ہو کر اللہ اکبر آواز سے کہتا ہون اور رکوع تواضع کے ساتھ سجدہ خشوع
کے ساتھ ادا کرتا ہون اور بائین سرین پر بیٹھکر بائین پانو کو نیچے اوسکے بچھا
لیتا ہون اور دہنی پانو کے انگوٹھے کو گرا رکھتا ہون اور ساری نماز مین
اخلاص کا اتباع کرتا ہون پھر مین نہین جانتا کہ نماز میری قبول ہوئی یا نہین
ہرگاہ حال بزرگان دین کا یہ تھا کہ اس درجہ اہتمام تام اور محویت و استغراق کے
ساتھ اداے صلوۃ کرکے پھر بھی شاک و متردد ہوتے تھے کہ آیا نماز ہماری
قابل قبول ہوئی یا نہین تو ہم دنیا دارون کی نماز کا کیا ٹھکانا رہا محض فضل و کرم
اوس خداوند اکرم وارحم کا ہے کہ اس نماز ظاہری صورت بیجان محض مین بھی شرع
شریف نے ہمکو امیدوار لطف وکرم فرمایا ہے اور صرف اسیقدر توجہ و اہتمام
ظاہری جسکا بیان کیا گیا واسطے نفس جواز ہماری نماز کے کافی و وافی ٹھہرایا ہے
فائدہ مخفی نرہے کہ جس طرح کوئی شخص انواع و اقسام امراض جسمانی مین
مبتلا ہوا کرتا ہے اور طبیب حاذق اوسکے تمام علل و اسقام کی رعایت سے
ایک نسخہ معجون مرکب جامع ایسا تجویز فرما دیتا ہے کہ تمام امراض کو اوسکے نافع
ہو اور قوت اعضاے رئیسہ کو بھی اوسکی بڑھاے اور جملہ بے اعتدالیون
کو اصلاح کیطرف لاوے اوسیطرح ہم سب لوگون کے امراض روحانی اور
علل نفسانی مین سراپا مبتلا ہونے کے سبب سے اوس حکیم علی الاطلاق نے ہمارے
جملہ امراض کی رعایت اور قوت روحانی اور طاقت ایمانی کی حمایت کیواسطے
یہ نسخہ معجون جامع جسکا نام نماز ہے عنایت فرمایا لیکن کبھی اشرف آدمی تو ہم مین سے

مثل اطفال خورد سال کے کچھ اصلا قدر بھی اس نسخہ شفا کی نہین جانتے اور
اوس حکیم مہربان حافظ جان کے سمجھانے کو ذرا بھی نہین مانتے اور بعض
ہم مین ایسے اشخاص ہین کہ کہنے سننے لعنت ملامت کے خوف سے خواہ
نظر امید فائدہ سے براے نام کسیقدر متوجہ تو طرف استعمال اس نسخہ شفا بخش
کے ہوتے ہین لیکن کم التفاتی اور حماقت کے سبب سے جس طرح کوئی
شخص طیاری و استعمال دوا مین اصلا اوسکی شرائط ضروریہ کو ملحوظ نرکھے نہ اجزاے
اصلی اور بہتر خرید کرا وسمین ملائے نہ قدر استعمال یا انداز سحق و طبخ او کیفیت
ترکیب اجزا کا ذرا اصلا لحاظ کرے گویا صرف براے نام دوا بنائی اور کھائی
اسیطرح اس دواے حکمت عملی شفا بخش جان ایمان کو محض براے نام رسمی طور پر
استعمال کرنے کے واسطے اوٹھا بیٹھی کر لیتے ہین اور جیسا کہ محض بے اہتمام
براے نام دوا کھانے والے کو فائدہ نہین ہوتا اور استعمال بلا شرائط و ترکیب
دوا کا شکایت امراض کو اوسکے نہین کھوتا اسیطرح براے نام اوٹھا بیٹھی کرنے
والے بھی نہ کچھ نماز کا مزا پاتے ہین نہ واسطے رفع امراض نفسانی کے فائدہ
اوس سے اوٹھاتے ہین پس لازم ہے ہم لوگون کو قدر اس نسخہ اکسیر شفا نافع
امراض لا دوا کی پہچاننا اور شرائط طیاری و استعمال مین اسکے جہان تک
ہو سکے کوشش کرنا بعض اشخاص ہم مین ایسے بھی ہین جنکا قول ہے کہ ہرگاہ
نماز حضوری کامل ہی ادا نہوئی تو ایسی نماز سے فائدہ کیا ہے ان اشخاص کی
مثال ایسی سمجھنا چاہیے کہ جس طرح کوئی مبتلاے امراض ادویہ قویہ کامل الاثر
کے نہ بہم پہونچنے کے سبب سے تدبیر علاج بالکل چھوڑ دے اور اجزاے

ضعیف الاثر کا استعمال ہرگز روا نہ رکھے یہ بھی ایک بہت بڑی حماقت ہے مقتضائے
عقل تو یہ ہے کہ دوائے نافع منفردی کی قدر و منزلت کو انسان اچھی طرح پہچانے
اور اداے شرائط تیاری و استعمال مین اوسکے تا حد مقدور قصور ہرگز نکرے
اور بھی اجزاے قوی الاثر کے نملنے کے سبب سے تدبیر علاج اور طلب
چارہ اصلاح مزاج سے غافل ہرگز نہو عقلا تدبیر علاج مین تا حد مقدور کسی طرح تامل
و قصور روا نہین رکھتے اگر ادویہ قویہ کامل الاثر بہم نہ پہونچ سکین تو ادویہ
ضعیف الاثر ہی کو بالتزام و نگہداشت جملہ شرائط اہتمام برابر استعمال کرتے رہتے
ہین ہان ساتھ التزام استعمال ادویہ ضعیف الاثر کے ادویہ قویہ کامل الاثر کی
تلاش اور بہم پہونچانے کی فکر سے بھی البتہ غافل نہین ہوتے پس التزام
ادویہ ضعیف الاثر اور تلاش ادویہ قوی الاثر برابر مد نظر رکھا کرتے ہین و الحق کہ
مداومت ادویہ ضعیف الاثر بھی ساتھ التزام پرہیز کے گویا مفید موثر قوی ہی
کے حکم مین ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ بتدریج اثر اپنا کر کے امراض لاحقہ کو کھوتی
ہے اور اگر بالکل نہ بھی کھو سکے تو مغلوب تو ضرور ہی کر دیتی ہے ایسا غلبہ امراض
کا ساتھ استعمال اون ادویہ کے نہین ہونے پاتا کہ مریض کو بالکل ہی ضعیف
و زار بنائے اور جلد تر نوبت اوسکی تا بہلاکت پونہچائے بلکہ بسبب استعمال
ادویہ کے گو ادویہ ضعیف الاثر ہی کیون نہی ایک حالت محفوظی کے ساتھ
باقی رہنے کیفیت طبیعت سے امید اس بات کی ہوتی ہے کہ جب وقت ادویہ
قویہ کامل الاثر بہم پہونچ جاینگی تو بمجرد اونکے استعمال کے فی الفور ہی ازالہ
اثر کلی امراض کا ہو جایگا اور جو کچھ عارضہ بعد کسر قوت غلبہ کے لازم حال

مریض ہو رہا ہے بسبب استعمال ادویہ قویہ کے بالکل کھو جاے گا بخلاف
اوس مریض کے کہ ادویہ ضعیف الاثر کو اصلا استعمال مین نہ لاے اور بکیفیت
امراض کو بسبب بے احتیاطی اور عدم اعتنائی علاج کے درجۂ انتہا تک
پہونچاوے اول تو اوس مریض کو غلبۂ امراض فرصت زیست ہی اسقدر کمتر
دیتا ہے کہ زمان دستیابی ادویہ قویہ کامل الاثر کے انتظار کا اعتبار ہو سکے اور
بالفرض اگر مدت زمانہ تک ساتھ غلبۂ روزافزون امراض کے یہ شخص زندہ رہے
اور اتفاقاً بعد ایک زمانے کے ادویہ قویہ کامل الاثر بھی بہم پہونچ گئین تو غلبہ
مفرط امراض اور بالکل مغلوب محض ہو جانے طبیعت کے بعد پھر اون ادویہ
قویہ کا بہم پہونچنا کچھہ بھی مفید نہین ہوتا اور ہرگز کسیطرح امراض مزمنہ
قویہ کارگر شدہ کو نہین کھوتا پس اسیطرح اس نسخۂ معجون مرکب نماز کے استعمال
کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ بالکل ترک کرنا اسکا اس خیال سے کہ اگر نماز کامل
حقیقی ساتھہ حضور کامل قلب کے ادا نہوئی تو نماز ناقص کے ادا کرنے
سے حاصل کیا ہے ویسی ہی حماقت کی بات ہے جسطرح کوئی مبتلاے امراض
ادویہ قویہ کامل الاثر کے بہم نہ پہونچنے کی حالت مین ادویہ ضعیف الاثر کا استعمال
ہرگز نکرے اور اصلا غلبۂ روزافزون مرض سے نڈرے نہ یہ خیال کرے
کہ استعمال و اشتغال دواے ناقص الاثر گو مفید تام واسطے دفع امراض نفسانی
اور روحانی کے نہو لیکن از دیاد غلبۂ روزافزون امراض مذکور کو تو ضرور ہی
روکیگا پس فرط غلبۂ امراض کے روکے رہنے سے نفس صلاحیت تو حصول
صحت کی باقی رہیگی شاید کسی وقت بدولت بہم پہونچنے فیض صحبت ایک مرد خدا

کے یا محض جذبات ہدایت وافضال غیبی خداوند جل وعلے کے نوبت استعمال
واشتغال دواے کامل کی بھی آجاے اور حصول دسترس اور نسخہ کامل
کے صورت شفای کامل منصۂ ظہور پر جلوہ گر کر دکھلاے الحق حقیقت کامل
نماز کی فیض صحبت اور برکت توجہ مردان خاص خدا سے بالیقین حاصل
ہوسکتی ہے لیکن جسطرح بعد غلبہ وازمان مفرط امراض ظاہری اور بالکل مغلوب
ہوجانے طبیعت کے علاج اطباے حاذق کا کچھ اثر اپنا نہین دکھلاتا اسیطرح
بعد غلبہ وازمان تمام امراض نفسانی اور سراسر مغلوب بلکہ مسلوب ہوجانے
ایمان کے اور بالکل گھر جانے قلب کے ظلمات فسق وفجور سے حاصل
ہونا فیض صحبت اور برکت توجہ مردان خدا کا بھی کچھ کام نہین آتا باقی
رہا شاذونادر کہین درست ہوجانا ایسی حالت زار کا اوسکا کیا اعتبار ہے
اس قسم وقوع شاذونادر کا جملہ معدومات مین شمار ہے غرض قدر اس نسخہ
کیمیا اکسیر امراض لادوا کی جسکا نام نماز ہے سب مسلمانون کو پہچاننا پر ضرور ہے
غفلت کرنا ایسی دولت عظمی اور نعمت کبرے سے سراسر خلاف مقتضاے
عقل وشعور ہے چاہیے کہ تاحد مقدور اپنے اسکی تحصیل وتکمیل کے واسطے
برابر کوشش کرتے رہین اور غلبۂ روز افزون امراض نفسانی سے ہمیشہ
ڈرتے رہین اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل آخرتنا خیرا من الاولی

تمت الرسالہ

قطعہ بطور تقریظ بر کتاب افاضت انتساب تالیف
جناب مستطاب مستغنی عن الوصف والالقاب
عالمی مرجع و مآب مولوی سید محمد معظم حسین خانصاحب
بہادر جج عدالت کشتیا دام احتشامہم از طبع کلیل عبد ذلیل محمد یعقوب
عفی عنہ منصرم مطبع نظامی واقع کانپور حفظہ اللہ تعالی

عن شر الدھور

عالی ہمم جناب معظم حسین خان — ہے جنکے خلق وحلم کا ممکن نہین شمار
ہین سید صحیح نسب فخر خاندان — اونکو بجا ہے اپنی جلالت پہ افتخار
علم وعمل یہ دو نو خدا نے عطا کیے — ہے سارے کاروبار کا بس شرع پہ مدار
بیمثل ہے صفات حمیدہ مین اونکی ذات — جو کام ہین ستودہ کیے ہین وہ اختیار
جود وسخا وحلم ومروت وفای عہد — ان سب صفات مین ہین وہ یکتای روزگار
شرفا کے قدردان ہین غریبون کے سرپرست — اخلاق ولطف رحم وکرم اونکا ہے شعار
دنیا کے ساتھ دین بھی حاصل ہوا انھین — یعنی کہ حق شناس ہین حق بین حق گذار

سامان عیش جتنے ہین اللہ نے دیے — ہر طرح انکے حال پہ ہے فضل کردگار
عہدہ جلیل ان کو ملا ہے بصد شکوہ — راضی ہین انکے فیصلے سے مردم دیار
کرتے ہین اپنا کام دیانت سے انتظام — حکام جانتے ہین انھین اہل اعتبار
تالیف دینیات مین اک کتاب کی — ہے یہ غرض جہان مین رہے انکی یادگار
دیکھو بچشم غور ذرہ اس کتاب کو — معنی کثیر اسمین ہین باوصف اختصار
جو ورد اس کتاب کا رکھتے تو بالیقین — ایمان اوسکا فیض سے اسکو ہو برقرار
تقسیم اس کتاب کو للہ جو کیا — انکو ملیگا اسکی عوض اجر بے شمار
یعقوب کی دعا ہے رہے انکا یا خدا — یہ احتشام و ثروت و اقبال پایدار
دنیا مین جیسی حشمت و حرمت ملی انھین — عقبی مین بھی حصول ہو بس عزت و وقار
احباب کو ترقی و اعزاز ہو نصیب — جو ہین حسود انکے رہین وہ ذلیل و خوار

قطعۂ تاریخ طبع از عاجز محمد یعقوب منصرم مطبع

چو طبع گشت بصحت کتاب کن بنماز — زشاخ خامۂ گل سال طبع خوش بشگفت
برای سال ز یعقوب از سر ایمان — کلام پاک معظم حسین ہاتف گفت
۹۳

الیضاً از منشی نراین بخش صاحب راقم تخلص کاتب کتاب ہذا

شد بصحت حصۂ ثانی چو طبع — گشت از فضل خدا ہر دلپسند
کلک راقم سال تاریخش نوشت — باد تقویم السعادت سود مند
۱۲ ۹۳

الیضاً اردو

جب ہوئی طیار چھپکر یہ کتاب — خمسۂ ایمان کی جو جان ہے
فکر راقم کو ہوئی تاریخ کی — بولا ہاتف مظہر الایمان ہے
۱۲ ۹۳

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

خاتمۃ الطبع

حمد و سپاس بحضرت واہب بیقیاس کہ حصہ دوم کتاب لاجواب موسوم بہ
تقویم السعادت و تعلیم العبادت کا جو بیان رکن نماز مین ہی تالیف شریف
جناب کمالات انتساب حامی دین متین قدوۂ اصحاب صدق و یقین حاجی
الحرمین الشریفین مولوی سید محمد معظم حسین خان صاحب بہادر جج
عدالت کشٹیا وغیرہ ساکن قصبۂ شایستہ آباد علاقہ بریسال ملک بنگالہ ادامہ اللہ
بحصول الامنیہ بسعی عاجز خاکسار ذرہ بیمقدار محمد یعقوب منصرم مطبع نظامی
بتاریخ دہم ذیحجہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری بمطبع نامی نظامی جناب خانصاحب والا مناقب
محمد عبد الرحمن خان صاحب واقع کانپور مین زیور طبع سے آراستہ
ہوکر مقبول و پسندیدۂ طبائع خاص و عام اہل اسلام ہوا بقیہ تین حصے بھی
جو متضمن ارکان روزہ و حج و زکوۃ ہین عنقریب طیار ہونگے منظور نظر
شائقین دیار و امصار ہونگے

اشتہار

واضح ہو کہ حصہ اول اس کتاب کا بیان رکن ایمان مین بماہ شوال سنہ ۱۲۹۳ ہجری
چھپکر شائع و مشتہر ہو چکا ہی جن صاحبونکو مطلوب ہو اس مطبع سے منگا لیوین

وجہ ختم بر خاتمہ

واسطے سند اسکے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی
مہر و دستخط مہتمم کے ثبت کیے گئے

محمد روشن خان حنفی سنہ ۱۲۸۳
محمد عبد الرحمن بن حاجی